بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

A Review On The Gospel of Barnabas

By
Allama Barkat-A-Khan

تبصرہِ انجیلِ برنباس

مصنف

علامہ برکت-اے-خان

1983

فہرست مضامین

حرفِ آغاز

اللہ تعالیٰ نے انسان کو آنکھیں دی ہیں تا کہ وہ تاریکی اور روشنی اور ہر شئے کی شکل وصورت میں امتیاز کر سکے ، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے علماء اور متشرقین ومفکرین اور محققین کو ایسا روشن دماغ اور ایسی ذہنی صلاحیتیں عطا کی ہیں۔ جن سے وہ ہر ایک انسان کی تحریر و تقریر کے سودو زیاں، افادیت ، خاصیت اور صاف وار صداقت کو بوضاحت بیان کر سکتے ہیں ، بلکہ وہ ہر مصنف کی عادات اطوار ، حق پرستی ، صاف گوئی اور اس کی اخلاقی خوبیوں کے بارے میں بھی صحیح صحیح معلومات ، اور حالِ حقیقت منظر عام لا سکتے ہیں۔

چنانچہ دنیا کے مشہور و معروف چیدہ چیدہ متشرقین ، مفکرین اور محققین نے جس محنت ، کوشش اور عرق ریزی کے ساتھ بعد از تحقیق و تفتیش اس جعلی "انجیل برنباس" کے متعلق جو دلائل پیش کئے ہیں - جو معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ وہ سب اس جعلی انجیل برنباس ، کے متعلق ایک خاص سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔لہذا اب ان متشرقی اور محققین کی مستند آراء کو ٹھکرانا ، جھٹلانا ، یارد کرنا، حد درجہ کی بے انصافی ہے، کیونکہ قرآن مجید کا اعلان یہ ہے کہ اہل کتاب اللہ والے یہود و نصاریٰ میں " عالم " ہیں - پڑھیئے سورۃ المائدہ ۴۴، ۴۳ آیت۔

" ان کے پاس توریت ہے جس میں اللہ کا حکم ہے۔"

" حکم کرتے تھے " عالم " (والاحبار)

تم کو علم نہیں تو اہلِ کتاب سے پوچھو (سورۃ نحل ۴۳،سورۃ انبیاء ۷)۔

قلُ یاَ هلَ الکتبِ (کہہ اے اہل کتاب - سورۃ المائدہ ۶۸، نساء ۱۲۳،، ۱۵۳ ، چنانچہ جب تک روئے زمین پر قرآن مجید کا وجود قائم رہے گا - وہ بانگِ دہل اعلان کرتا رہے گا کہ " نصاریٰ " عیسیٰ ناصری کے ماننے والے مسیحی ایماندار اہلِ کتاب میں ، کتاب والے ہیں- اہلِ کتاب ہیں- ان کے پاس کتاب انجیل موجود ہے- اور ان میں عالم فاضل موجود ہیں- نیز یہ بھی لکھا ہے کہ

" پس اگر ہو تو بیچ شک کے اس چیز سے کہ نازل کی ہم نے طرف تیری پس سوال کر ا ان لوگوں سے کہ پڑھتے ہیں کتاب پہلے تجھ سے "(یعنی یہود نصاریٰ) (سورۃ یونس ۹۴ آیت)-

(ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی)

آج بھی ان آیات قرآنی کی تصدیق موجود ہے کہ اہلِ کتاب میں علماء موجود ہیں- اس کے متعلق آپ " روز نامہ نوائے وقت لاہور" ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۴ ء صفحہ نمبر ۴ کالم نمبر ۶ ملاحظہ فرمائیں-

" اس وقت قرآن مجید کے تراجم دنیا کی تقریباً تمام معروف زبانوں میں موجود ہیں- ان تراجم کو غیر مسلم بھی پڑھتے ہیں- عیسائی اور یہودی تو براہِ راست عربی زبان سے واقف ہے- سینکڑوں متشرق ہیں جن کا عربی زبان میں تالیف و تصنیف کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے- عربی کی مشہور لغت " المنجد " کا مصنف ایک عیسائی ہے - عربی صرف ونحو کی کتابیں اس وقت بھی لندن اور بیروت وغیرہ سے چھپ آکر رہی ہیں- جو کہ عیسائی ، مصنفین کی لکھی ہوئی ہیں-"

پہلا اردو ترجمہ

اس جعلی انجیل برنباس کا پہلا اردو ترجمہ مولوی محمد حلیم انصاری نے ۱۹۱۶ ء میں کیا تھا- جس کو مالک کشمیر بک ڈپو پبلشرز اینڈ سنز اوکاڑہ کچہری بازار نے لاہور آرٹ پریس انار کلی لاہور سے چھپوا کر ۲۸، دسمبر ۱۹۶۱ ء کو پاکستان میں پہلی بار شائع کیا تھا- یہ اردو ترجمہ اس وقت میری میز پر موجود ہے- جس کا میں کئی بار مطالعہ کر چکا ہوں - تا کہ اس جعلی

انجیل برنباس کی سچائی اور صداقت کے متعلق اور اس کے کسی گمنام مولف کی جعل سازی کے متعلق معلومات حاصل کرکے اپنے حق پرست دوستوں کی رہنمائی کرسکوں۔

جناب مولوی محمد حلیم انصاری نے نہایت محنت، دیانتداری اور منصف مزاجی سے یہ ترجمہ کیا ہے۔ جو قبولیت کے لائق ہے۔ چنانچہ راقم الحروف نے جناب مولوی محمد حلیم انصاری کا اردو ترجمہ انجیل برنباس استعمال کیا ہے۔

عربی ترجمہ:

" انجیل برنباس " کا خلیل سعادت قاہرہ(مصر) نے ۱۵، مارچ ۱۹۰۸ء کو انگریزی زبان سے عربی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ جس کو علامہ سید محمد رشید رضا حسینی ایڈیٹر رسالہ " المنار" مصر نے شائع کیا۔

اخبار وطن:

جناب محمد انشاء اللہ صاحب مالک وایڈیٹر، اخبار وطن " جناب مولوی محمد حلیم انصاری کے اردو ترجمہ " انجیل برنباس کے متعلق رقمطراز ہیں کہ

" اب ۵ نومبر ۱۹۰۹ء کے اخبار وطن میں " بشارت محمد ﷺ " کے عنوان سے ایک افتتاحی مضمون میں، " انجیلِ برنباس" کے کچھ اقتباسات ناظرین اخبار کی نذر کرتے ہوئے مجھے بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ اس گراں بہا تاریخی اور علمی جواہر کو اپنی زبان کے خزانہ ادب میں اضافہ کردیا جائے تو یہ نہایت مناسب امر ہوگا۔اور شائقین علم وتاریخ کے لئے خصوصاً ایک نادر کتاب کا مطالعہ میسر آنے کا موقعہ نکل آئے گا۔ چنانچہ خدمت اسلامی کے شوق میں مصر سے انجیل مذکور کا عربی ترجمہ منگایا گیا۔ اور نیز اسے اردو لباس، پہنانے کی درخواست اپنے معزز دوست مولوی محمد حلیم انصاری مترجم عربی، دفتر وطن وحمید یہ ایجنسی سے کی"

(۱۳،اگست نومبر ۱۹۱۰ء دیباچہ صفحہ دب)

جناب محمد انشاء اللہ نے دیباچہ میں " انجیل برنباس" کے متعلق ہرگز یہ بات تحریر نہیں کی کہ یہ انجیل مذکورہ الہامی ہے، جس کی قرآن مجید تو تصدیق کرتا ہے۔ بلکہ صرف اتنا لکھا ہے کہ:

مجھے بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ اس گراں بہا تاریخی اور علمی جواہر کو اپنی زبان کے خزانہ ادب میں اضافہ کردیا جائے تو یہ نہایت مناسب ہوگا اور شائقین علم وتاریخ کے لئے خصوصاً ایک نادر کتاب کا مطالعہ میسر آنے کا موقعہ نکل آئے گا۔"

جناب محمد انشاء اللہ نے اس انجیل برنباس کے متعلق اپنی نیک رائے میں یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ انجیل برنباس اہل اسلام کے لئے مشعل راہ ہے۔ نہ یہ لکھا ہے کہ یہ انجیل برنباس وہ ہے۔ جس کو قرآن مجید سے کوئی موافقت ہے۔

دوسرا اردو ترجمہ:

اس جعلی " انجیل برنباس " کا اردو ترجمہ جناب پروفیسر آسی ضیائی مرے کالج سیالکوٹ نے بھی کیا ہے۔ جس کے ناشر اسلامک پبلیکیشنز لمٹیڈ ۱۳۔ ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور ہیں۔ جناب مولوی محمد حلیم انصاری کے اردو ترجمہ کے مقابلہ میں جناب آسی ضیائی کا اردو ترجمہ منصف مزاجی اور دیانتداری سے خالی ہے۔ اس میں سے سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ جناب مولوی محمد حلیم انصاری اردو مترجم نے تو جناب خلیل سعادت قاہرہ مصر کے عربی ترجمہ کے مطابق دیانتداری سے اس میں دیباچہ کو بھی شامل ترجمہ کیا ہے۔ لیکن جناب آسی ضیائی اردو مترجم نے اس عربی دیباچہ کو شامل ترجمہ نہیں کیا۔ بلکہ اس کو حذف کردیا ہے۔ فٹ نوٹ بھی ندارد ہیں۔ حالانکہ دیباچہ اور فٹ نوٹ اس جعلی انجیل برنباس کی حقیقت کی روحِ رواں ہیں۔ جناب خلیل سعادت عربی مترجم نے اور جناب مولوی محمد حلیم انصاری اردو مترجم نے انجیل برنباس کے انگریزی اور عربی دیباچہ کو بڑا مفید اور مستند قرار

دے کر اس کو اپنے ترجموں میں شامل کیا ہے۔ چنانچہ جناب آسی ضیائی کو بھی چاہیے تھا کہ وہ بھی اس انجیل برنباس کی افادیت اور اس سود وزیاں کے متعلق دنیا کے قدیم مشہور و معروف مفکرین، محققین، متشرکین، اور مدبرین کی آراء کو اپنے اردو ترجمہ میں شامل کر کے اپنی دیانتداری کا ثبوت پیش کرتے۔

نومبر ۱۹۷۵ء برکت۔اے۔خان

اقتباس

ازماہنامہ "کلام حق" گوجرانوالہ ماہ فروری ۱۹۸۰ء صفحہ ۱۸

"تبصرہ انجیل برنباس پر ایک نظر" (راقم محقق سید فیروز شاہ اثر گیلانی، اکبر پورہ پشاور)۔

"کافی عرصہ سے ایک کتاب بنام تبصرہ انجیل برنباس ایک مسیحی عالم محترم جناب برکت اے خاں صاحب رکنُ بشارتی کمیٹی سیالکوٹ ڈایوسیس کونسل چند دیگر پمفلٹوں کے ہمراہ ارسال کر چکے ہیں۔ صاحب موصوف ایک مسیحی عالم دین اور زبردست مبلغ ہیں۔ کافی تعداد میں اسی طرح پمفلٹ شائع کر کے مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ اور اب بھی اپنی استعداد کے مطابق چھوٹے چھوٹے رسائل شائع کرداتے ہیں۔ راقم الحروف (اثر گیلانی) اس سے قبل ایک علمی مقالہ "انجیل برنباس" ماہنامہ بلاغ القرآن" بابت ماہ دسمبر ۱۹۷۶ء میں شائع کروا چکے ہیں۔ محترم جناب برکت اے خاں صاحب اپنے دل میں اپنے دین کے لئے تڑپ رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس جعلی "انجیل برنباس" کا بہت اچھی طرح، پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ بہت اچھے خاصے دلائل پیش کر رکھے ہیں۔ کتابچہ ۲۲ء عنوانات پر مشتمل ہے۔ محترم مولف اپنے کتابچہ کے حرفِ آغاز میں لکھتے ہیں۔

" چنانچہ دنیا کے مشہور و معروف چیدہ چیدہ متشرقین، مفکرین اور محققین نے جس محنت اور عرق ریزی کے ساتھ بعد از تحقیق و تفتیش اس "انجیل برنباس" کے متعلق جو دلائل پیش کئے ہیں۔ جو معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ وہ سب اس جعلی انجیل کے متعلق ایک خاص سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ لہذا ان متشرقین اور محققین کی مستند آراء کو ٹھکرانا، جھٹلانا

یارد کرنا حد درجہ کی بے انصافی ہے ۔ کیونکہ قرآن مجید کا اعلان یہ ہے کہ تم کتاب اللہ والے یہود و نصاریٰ میں عالم ہیں۔

جعلی " انجیل برنباس" سب سے پہلے ایک ازہری عالم خلیل سعادت نے ۱۵ مارچ ۱۹۰۸ میں انگریزی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا۔ جس کو ایڈیٹر مجلہ " المنار" علامہ سید محمد رشید رضا حسینی نے مصر سے شائع کیا۔مولف " تبصرہ انجیل برنباس" نے اپنے دیباچے میں مترجم عربی خلیل سعادت کا دیباچہ مختصر انداز میں شائع کیا ہے۔ ایک جگہ محترم جناب برکت اے خان صاحب لکھتے ہیں۔

" یاد رہے کہ برنباس نامی کوئی شخص جناب مسیح کے بارہ شاگردوں میں شمار نہ تھا اور نہ وہ حضور المسیح کی زندگی کے تمام واقعات کا چشم دید گواہ تھا۔ اس کتابہ میں آپ نے بارہ شاگردوں کی تعداد انجیل اربعہ کے حوالے سے یوں بتائی ہے۔

" بارہ رسولوں کے نام یہ ہیں ۔ پہلا شمعون ، جو پطرس کہلاتا ہے اور اس کا بھائی اندریاس ، زبدی کا بیٹا یعقوب اور اس کا بھائی یوحنا، فلپس اور برتلمائی ، توما اور متی محصول لینے والا۔ حلفئی کا بیٹا یعقوب اور تدی شمعون قنانی اور یہوداہ اسکریوتی جس نے اسے پکڑوا بھی دیا۔"

یہ تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حضوری جن کا تذکرہ مولوف اپنے علمی مقالہ " تبصرہ انجیل برنباس " میں کرچکے ہیں۔اس کتابچے میں مندرجہ ذیل عنوانات کافی دلچسپ ہیں اور وہ یہ ہیں۔

۱ ۔حضرت مسیح کے بارہ شاگرد ۔(۲)۔انجیل برنباس فصل نمبر ۲۲۱۔(۳) انجیل مقدس (۴) حضرت مسیح مصدق کتب سابقہ (۵) انجیل برنباس میں جھوٹی قسمیں۔

پس ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہزارہا شاگرد اسرائیلی اور غیر اسرائیلی تھے۔ لیکن اس کے بارہ خاص شاگرد فلسطینی اسرائیلی تھے اور ان سب کی جائے پیدائش بھی مملکتِ فلسطین ہی تھی۔ لیکن اس جعلی" انجیل برنباس " کے مصنف کے متعلق لکھا جاتا ہے کہ برنباس قبرص (جزیرہ سائپرس) کا باشندہ تھا۔ میرے خیال میں محترم برکت اے خان صاحب نے بہت اچھا کتابہ بنام" تبصرہ انجیل برنباس" لکھا ہے چونکہ یہ انجیل سراسر جعلی ہے۔ اور مسیحیوں کے علاوہ مسلمان بھائیوں کو بھی چاہیے کہ اس جعلی انجیل سے دلچسپی نہ رکھیں۔ کیونکہ یہ انجیل مفروضات سے بھری پڑی ہے۔ اور اپنے مضامین اور واقعات میں توریت وزبور اور صحائف الانبیاء وانجیل مقدس بلکہ قرآن مجید کے بھی خلاف ہے۔ اس سے کنارہ کشی ہی بہتر ہے۔"

-----(بشکریہ ایڈیٹر کلامِ حق)

دیباچہ

عرضِ حال مترجم عربی

(اقتباسات دیباچہ انجیل برنباس مترجم عربی خلیل سعادت قاہرہ صفحہ ۱ تا ۲۱)

" اس کتاب موسوم یہ انجیل برنباس کا ترجمہ تو میں نے شروع کردیا۔ لیکن یہ خطرناک اور نازک کام صرف اس خیال سے کررہا تھا کہ عربی زبان اس کتاب سے محروم نہ رہے کیونکہ اس کو اس بات کا زیادہ حق حاصل ہے کہ یہ انجیل اس زبان میں ترجمہ کی جائے اور دوسری زبانوں کو یہ نادر تحفہ اپنے ذخیرہ ادب میں اضافہ کرتے دیکھ کر میرے دل نہ مانا کہ زبان عربی اس سے محروم رہ جائے۔ چنانچہ یہ پہلا موقع ہے کہ اس انجیل کو عربی زبان کا دلفریب لباس پہنایا گیا اور اسے عربی دانوں کے سامنے جلوہ ریز کیا گیا۔

انجیل برنباس کی حقیقت اور اس کی صحت کا دریافت کرسکنا ایک بے حد دشوار کام ہے۔ کیونکہ مورخین اور محققین اس بارہ میں بہت کچھ کنجکاری کرنے کے باوجود اس کا ٹھیک پتہ چلانے سے عاجز نظر آئے ہیں۔ کہ یہ کتاب کب اور کس زبان میں سب سے پہلے لکھی گئی۔ اور جتنی روائتیں اس کی اصلیت کے بارہ میں پیش کی گوئی ہیں۔ وہ سب ناقابل اطمینان ہیں۔"

(انجیل برنباس صفحہ ۱)۔

" ان لوگوں میں سے جن کا نشان تاریخ نے نہیں مٹایا۔ سب سے پہلے اس انجیل کا ایطالی زبان کا نسخہ شاہ پروشیا (جرمنی) کے مشیر مسمی " کریمر " نے پایا تھا۔ جس وقت یہ نسخہ اس کو ملا ہے اس وقت وہ ایمسٹرڈام (ہالینڈ) میں مقیم تھا۔ چنانچہ اس نے ۱۷۰۹ء میں اس کتاب کو شہر مذکور کے ایک مشہور اور معزز آدمی کے کتب خانہ سے حاصل کیا۔۔۔۔" کریمر طولند نے یہ کتاب۔۔۔۔ چار سال بعد پرنس ایوجین سافوی کو نذر کے طور پر دے دی ۔۔۔۔۔۱۷۴۸ء میں انجیل برنباس کا یہ نسخہ پرنس اوجین سافوی کے تمام کتب خانہ کے ساتھ دائنا کے شاہی دربار کے پاس متعلق ہوگیا۔۔۔۔ اس کے علاوہ اٹھارویں صدی کے عیسوی ابتدائی زمانہ میں انجیل برنباس کا ایک اور نسخہ اسپانی زبان میں ملا۔ یہ دو سوا کلیس فصلوں اور ۲۲ ابواب میں منقسم تھا اور اس کے ۴۲۰ صفحات تھے۔زمانہ نے اس پر بربادی کا ہاتھ پھیر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کے آثار اور نشانات محو اور فناہ ہوگئے تھے۔ یہ نسخہ شہر ہڈلی (ہمپشائر) کے ڈاکٹر ھلم سے مشہور متشرقین سیل نے اڑایا اور سیل کے بعد یہ کتاب ڈاکٹر منک ہوس کو ملی جو یونیورسٹی آکسفورڈ کے کوئنس کالج کا ایک ممبر تھا۔ اور اس نے اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کرڈالا۔ اور بعد ازاں اس نے ۱۷۸۴ء میں یہ ترجمہ معہ اصل ہسپانی کتاب کے ڈاکٹر ہیوٹ نامی ایک مشہور پروفیسر کو نذر کردیا۔"

(انجیل برنباس صفحہ ۳۰۲)

سیل:

سیل نے ہسپانی نسخہ پر جو حاشیہ اپنی طرف سے لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ترجمہ کے آغاز میں جو عبارت ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ ایطالی زبان کے نسخہ کا ترجمہ ہے اور اس کا مترجم ایک اردغانی مسلمان مصطفیٰ العرندی نامی ہے۔ پھر ایک دیباچہ اور بھی ہے۔ جس مترجم نے ایطالی نسخہ کو دریافت کرنے والے کا قصہ لکھا ہے ۔ یہ شخص ایک لاطینی راہب فرامرنیو نامی تھا۔ فرامرنیو نے اس ایطالی نسخہ کو کس طرح حاصل کیا؟ اس بارہ میں منجملہ بہت سی باتوں کے یہ بھی کہا گیا ہے کہ راہب فرامرنیو کو " ابرینالوس" کے رسائل ہاتھ لگے تھے۔ جن میں ایک رسالہ ایسا بھی تھا کہ وہ سینٹ بولس رسول (حواری) کی قلعی کھولتا تھا۔ اور ابرینالوس نے یہ کارروائی سینٹ برنباس کی انجیل کی سند سے کی تھی۔

فرامرنیو کو اسی وقت سے اس انجیل کو دیکھنے کا سخت شوق، دامنگیر ہوا۔ اتفاق سے وہ کچھ زمانہ کے لئے پوپ سکٹس پنجم کا مقرب خاص ہو گیا تھا۔ اور اسی اثناء میں ایک دن وہ پوپ کے ممدوح کے ساتھ اس کتب خانہ میں گیا یہاں آکر تقدس مآب پوپ پر نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سوگئے۔ فرامرنیو کے دل میں خیال آیا کہ لاؤ کتاب دیکھنے میں وقت کاٹے اور پوپ کی بیداری کا انتظار کرے حسن اتفاق سے فرامرنیو کا ہاتھ سب سے پہلے جس کتاب پر پڑا وہ یہی برنباس کی انجیل تھی۔ فرامرینو فرطِ مسرت سے باغ باغ ہو گیا۔ اپنے جامہ میں پھولا نہ سمایا اور فوراً بیش بہا ذخیرہ کو اپنے پیراہن میں چھپالیا۔ پھر پاپا کی بیداری تک ٹھرارہا اور جب تقدس مآب نے آنکھ کھولی اسی وقت ان سے واپسی کی اجازت لے کر یہ خزانہ اپنے ساتھ لئے ہوئے۔ کتب خانہ سے باہر آگیا۔ اور تنہائی میں اس کے مطالعہ سے اپنا شوق پورا کرنے لگا۔ چنانچہ اس انجیل کے مطالعہ کے بعد یہ راہب مشرب بہ اسلام ہو گیا۔"صفحہ ۴۔

لانسڈیل

" لانسڈیل اور لوراراگ کے خیال میں یہ نسخہ تقریباً ۱۵۷۵ء میں نقل کیا گیا ہے اور احتمال ہے کہ اس انجیل کا نقل کرنے والاہی وہی راہب مرامرنیو ہو۔ جس کا ذکر ایطالی نسخہ کے دیباچہ میں ہوا ہے۔ اور اس بات کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اور مذکورہ بالا اہل قلم محقق یہ مزبورہ بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ:

" اور بہرحال خواہ اس کی اصل کچھ بھی ہو ہم کو یقین کرنا ممکن ہے کہ برنباس کی ایطالی زبان کی کتاب انشائی کتاب ہے۔ عام اس سے کہ اس کو کسی کاہن نے لکھا ہو۔ یا علمانی نے یا راہب نے یا کسی عام آدمی نے مگر یہ ایسے شخص کے قلم سے نکلی ہے جو لاطینی توریت کا ویساہی واقف تھا جیسا کہ " ڈانٹی " (اٹلی کا شاعر) اس سے واقفیت رکھتا تھا۔ اور یہ کہ وہ شخص ڈانٹی ہی کی طرح زبور کی ایک خاص واقفیت رکھتا تھا اور یہ انجیل ایسے شخص کی بنائی ہے جو بہ نسبت اسلامی دینی کتابوں کے مسیحی کتب دینیہ کا بہت بڑا ماہر اور عالم تھا۔ اس لئے گمان غالب یہ ہے کہ وہ عیسویت سے مرتد ہو گیا ہوگا۔" صفحہ ۸۔

" معتبر لوگوں نے تدفین اور امعانِ نظر کے ساتھ اس موجودہ ایطالی نسخہ کی طرز کتابت دیکھنے کے بعد کہا ہے جو شاہی کتب خانہ وائنا میں پایا جاتا ہے۔ محققین کتابت نے اس کی لکھاوٹ کو دیکھ کر یقین کے ساتھ کہہ دیا ہے کہ یہ کسی بندقیہ کے رہنے والے کا لکھا ہوا ہے اور اس نے اس کو سولہویں صدی یا سترھویں صدی کے ابتدائی ایام میں لکھا ہے۔"صفحہ ۸۔

کریمر:

سرسری نظر میں علماء کو خیال گزرا کہ ایطالی نسخہ کسی اصل عربی نسخہ سے ماخوذ ہے۔ سب سے پہلے یہ بات کریمر " نے کہی۔ جس کا اوپر ذکر ہوچکا ہے۔ اس نے ڈیوک یوجین سافوی کو یہ ایطالی نسخہ نذر کرتے ہوئے اس کی تمہید میں خود چند سطریں لکھ کر ظاہر کیا کرو۔

" یہ انجیل کسی محمد(مسلمان) کی تالیف اور عربی کے ایطالی میں ترجمہ شدہ ہے یا اس کے سوا کسی اور زبان سے۔"

لامونی

"پھر" کریمر" کے اسی خیال کی پیروی" لامونی" نے بھی کی۔ وہ کہتا ہے کہ

" بیرن ہوہنڈراف" جو شریف الطبع اعلیٰ درجہ کا مہذب اور وسیع المعلومات شخص ہے۔ اس نے مجھے ایک کتاب دکھائی جس کی نسبت ترکوں کا بیان ہے کہ سینٹ برنباس کی انجیل ہے۔ مگر بظاہر یہ معلوم ہوتاہے کہ اس کتاب کو ایطالی زبان میں عربی سے ترجمہ کیا گیاہے۔"صفحہ ۹و۱۰۔

اور سیل نے اپنے ان اقوال کو تمہیدی مباحث کے نام سے موسوم کیا ہے ۔ وہ انہی ، بیانات میں برسبیل تذکرہ قرآن کے بارہ میں رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ :

" یہ مسلمانوں کے پاس ایک عربی انجیل بھی ہے جس کو وہ سینٹ برنباس کی انجیل بتاتے ہیں۔ اس انجیل میں عیسیٰ المسیح کی تاریخ ایسے ڈھنگ سے بیان کی گئی ہے جو صحیح اناجیل کے طرز بیان سے بالکل برعکس اور انہی طریقوں پر پوری طرح منطبق ہوتی ہے جن ، محمد ﷺ اپنے قران میں چلے ہیں۔" صفحہ ۱۰ ۔

مسلمان مورخ

" اور یہ بات کیسی عجیب ہے کہ مشہور مسلمان تذکرہ نویسوں ، مصنفین کی کتابوں اور تصانیف میں اس انجیل کا کہیں ذکر تک نہیں۔ قدیم اور جدید زبانوں کے تمام مسلمان مورخ اس بارہ میں قطعاً لاعلم نظر آتے ہیں۔ حتیٰ کہ خاص وہ لوگ جن کا کام ہی دینی مباحثہ اور مجادلہ تھا۔ وہ بھی اس انجیل کا کہیں تذکرہ نہیں کرتے حالانکہ انجیل برنباس ان کے لئے شمشیر براں کی قائم مقام اور ان کے مخالفین کے واسطے مذہبی مناظروں میں مثل حصصام تھی۔ پھر بھی عجیب نہیں بلکہ عجیب تر یہ ہے کہ عرب و عجم کے قدیم علماء کی فہرست ہائے کتب اور متشرقین یورپ کی مرتب کردہ فہرستوں تک میں اس انجیل کا نام ونشان نظر نہیں آتا۔ اور انہوں نے جس تلاش سے قدیم وجدید نادر ترین عربی کتابوں کی فہرستیں بنائی ہیں اس کے دیکھتے ہوئے یہ امر بہت بعید معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ایک ایسی معرکتہ آلارا کتاب کا وہ سماعی خبر کے طور پر بھی ذکر نہ کرتے۔

لیکن میں اس تمام مذکورہ بالا بیان کے بعد صریحاً یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بہ نسبت کسی اور شخص کے خود میرا ہی میلان طبع اس انجیل کے عربی اصل ہونے کی طرف اور اس بات کو صحیح ماننے کی جانب بہت ہی بڑھا ہوا ہے ۔ اور یہ کہ اصل عربی نسخہ کا دستیاب نہ ہونا اس کے سرے سے نہ ہونے پر قطعی دلیل نہیں قرار پاسکتی۔۔۔ علاوہ ازیں ایک ایشیائی شخص انجیل برنباس کا مطالعہ کرتے ہوئے پہلی ہی نظر میں کہہ اٹھے گا کہ اس انجیل کے مصنف کو قرآن مجید پر نہایت عبور حاصل تھا۔ حتیٰ کہ اس کے اکثر فقرے قریب قریب آیاتِ قرآنی کے لفظی یا معنی ترجمے ہیں۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ میرا یہ قول ان تمام یورپین مورخین اور مصنفین کے قول سے مخالف ہے ۔ جنہوں نے اس بارہ میں محققانہ بحث کی ہے اوران میں وہ نامور شخص لانسڈیل ، اور لوراراگ بھی ہیں۔ جو اس انجیل کے مصنف کو اسلام سے بہت کم درجہ کا واقف بتاتے ہیں ۔ اور اسی وجہ سے وہ عربی اصل کتاب کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔مگر میں اپنی رائے کو بدل نہیں سکتا۔ اس لئے کہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے باپ کے ساتھ گفتگو کا جو ذکر ہے۔ وہ قرآن شریف کی سورة ۷،۳، ۱ ۲ کے بیان سے بالکل مماثل ہے ۔ پھر شیطان کے راندے جانے کا سبب ۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنا۔ اسی طرز سے بیان کیا گیا ہے جیسا کہ سورة البقرہ اورالحجرہ میں وارد ہوا ہے۔ کہیں ایک حرف کی کمی وبیشی تک نہیں۔ اور اگرعدم گنجائش مانع نہ ہوتی تو میں انجیل برنباس میں سے اکثر ایسے فقرے اور ان کے بالمقابل قرآن شریف کی آیات دونوں اس جگہ درج کردیتا اوراپنے کلام کی راستی ثابت کردکھاتا اور کچھ بھی نہیں کہ " انجیل برنباس" کے اکثر فقرے قرآن شریف کی آیتوں سے ملتے جلتے ہیں بلکہ اس میں بہت سے اقوال اس طرح کے وجود ہیں جن کی احادیث نبویہ ﷺ کے ساتھ کامل بطابقت ہے اور بعض ان میں سے ایسے قدیم علمی قصص کے مطابق ہیں جن کا علم اس وقت اہل عرب کے سوا کسی اور قوم کو ہرگز نہ تھا۔" صفحہ ۱۱ ۔

" اور اس انجیل کو عربی الاصل ماننے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ اس کا مصنف بھی اصل میں عرب ہو۔ بلکہ میری رائے یہ ہے کہ اس کا مصنف اندلس کا کوئی یہودی ہے۔ جس نے پہلے عیسائی ہو کر پھر بعد میں دین اسلام قبول کرلیا ہوگا۔ اور یوں عیسایئوں کی اناجیل سے

واقفیت حاصل کی ہوگی اور میرے نزدیک یہ رائے بہ نسبت دیگر آراء کے درستی سے زیادہ قریب ہے۔ کیونکہ " انجیل برنباس " کے پڑھنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس کا مصنف عہد قدیم کے اسفارِ (صحائف) کا ایسا بے مثل عالم ہے کہ خاص عیسائی فرقوں میں بھی ایسے بہت کم افراد نکلے ہیں۔ اور وہ بھی ایسے جو کہ دینی علوم کی خدمت پر اپنی زندگی وقف کرچکے ہیں۔" صفحہ ۱۲۔

" رسول خداﷺ نے اس انجیل کا نام نہیں سن پایا، بلکہ آپ کے جانشین خلفاء بھی اس کے علم سے محروم ہی رہے۔" صفحہ ۱۷۔

" انجیل برنباس" چاروں مشہور اناجیل سے کئی جوہری اور اصل امور میں بھی مختلف ہے جو حسب ذیل ہے۔

۱۔ برنباس کہتا ہے کہ

یسوع نے خدا ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ خدا کا بیٹا نہیں ۔ یہ کارروائی چھ لاکھ سپاہیوں اور عورت مرد اور بچے وغیرہ یہودیہ کے رہنے والوں کے روبرو ہوئی تھی۔

۲۔ یہ کہ ابراہیم نے جس بیٹے کو خدا کے لئے قربانی کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ وہ اسماعیل تھے نہ کہ اسحاق ۔ اورموعد بھی اسماعیل کے لئے تھا۔

۳۔ یہ کہ مسایا مسیح جن کا انتظار کیا جاتا تھا وہ یسوع نہیں ہیں بلکہ محمدﷺ ہیں۔ اور برنباس نے محمدﷺ کا نام صاف صاف لفظ میں بار بار کئی طویل فصلوں میں لیا ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ خدا کے رسول ہیں اور یہ کہ جب حضرت آدم جنت سے نکالے گئے تھے۔ تو انہوں نے دروازہ خلد پر نورانی خط میں لا الہ اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا تھا۔

۴۔ یہ کہ " یسوع کو صلیب پر نہیں چڑھایا گیا۔ بلکہ وہ آسمان پر اٹھالئے گئے اور جس کو صلیب دی گئی وہ غدار یہودا تھا۔ جو حضرت مسیح کا ہم شبیہہ بنادیا گیا تھا۔" اور برنباس کی یہ روائت قرآن شریف کے ارشاد ۔ وَمَاَ قتلوُ وَماَ صلبوہ وَ لکِن شبہَ لھمہُ سے بالکل مطابق ہے۔

انجیل برنباس بعض جگہ طرز تعبیر اور اسلوب بیان میں بھی دیگر اناجیل سے مختلف ہے کیونکہ وہ فلسفی مسائل اور علمی مباحث میں مشغول نظر آتی ہے حالانکہ یہ باتیں حضرت مسیح سے کبھی روائت ہی نہیں کی گئی ہیں، کیونکہ آپکی روشن تعلیمات اور آپ کے دینی مباحث باوجود اعلیٰ درجہ کی تعلیمات اور مباحث ہونے کے بالکل سادہ اور عام فہم ہیں۔ جن کو ایک ہی مرتبہ سننے کےساتھ عالم ، جاہل ، عاقل وغافل ، بوڑھا اور جوان ،عورت ومرد سب ہی بغیر کسی غوروتامل کے سمجھ سکتے ہیں۔

لیکن انجیل برنباس میں جو فلسفہ جا بجا آیا ہے۔ وہ ارسطو کے فلسفہ کی ایک قسم ہے جو کہ قرون وسطیٰ کی ابتدائی ایام میں یورپ کے اندر پھیلا ہوا تھا۔ اور یہ بات بھی بعض محققین کے نزدیک منجملہ ان دلیلوں کے ہے۔ جو انجیل برنباس کے مولف کا یورپ میں اور قرون وسطیٰ کے اوائل میں ظاہر ہونا قرین قیاس بتاتی ہیں۔ اسی لئے کہا جاسکتا ہے کہ وہ مصنف یورپین تھا نہ کہ عرب۔۔۔۔

" بہر حال کچھ بھی کیوں نہ ہو اس میں شک نہیں کہ انجیل برنباس کا مولف بڑا اعلیٰ درجہ کا فلسفی ، دانشمند، مباحثہ ومناظرہ میں فرد کامل اور تحریر وتقریر دونوں میں بڑا زبردست شخص تھا۔ اس کے بیان کی صفائی اور عبارت کی دلنشینی قابل تعریف ہے اور جسد، حس اور نفس کے بارہ میں دینی اعتبار سے اس نے فلسفی بحث کی ہے وہ اس موضوع پر لکھنے والے دینی مباحثین کی تمام تحریروں سے اعلیٰ وافضل ہے۔" صفحہ ۱۹،۱۸۔

خلیل سعادت قاہرہ ۱۵ مارچ ۱۹۰۸ء۔

قابلِ غور مشورہ

آپ نے مترجم عربی خلیل سعادت قاہرہ تحریر کردہ دیباچہ میں یورپین مورخین ومصنفین ،مشترقین ومحققین کی پیش کردہ معلومات دلائل ، اور خیالات پر غور کیا ہے۔ امیدِ واثق ہے کہ آپ بھی ان کی مستند تحقیقات سے اتفاق کریں گے ۔ یادرہے کہ برنباس نام کا کوئی شخص سیدنا عیسیٰ المسیح کے بارہ برگزیدہ شاگردوں میں شمار نہ تھا۔ اور نہ وہ حضور یسوع مسیح کی زندگی کے تمام واقعات کا چشم دید گواہ تھا۔

مولف کتاب برنباس نے زندہ مسیح مصلوب کے بارے میں اور مسیحی عقائد کی عالمگیر صداقتوں کے بارے میں بیشمار خود ساختہ غلط اور مفروضہ کہانیاں قلمبند کرکے راسخ الاعتقاد مسیحیوں اور مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی خوب کوشش کی ہے۔

البتہ اگر یہ " انجیل برنباس" اسلام کے ابتدائی دور میں خلفاء راشدین اور مسلمانوں کے ہاتھ لگ جاتی تو پھر ازروئے " انجیل برنباس" قرآن مجید کو ہر گز یہ ضرورت پیش نہ آتی کہ وہ اصل انجیل مقدس کی ابتدائی تعلیمات مثلاً مسیحی مکاشفہ یعنی " مسیحی تصور خدا " خدائے محبت ،" " مسیح ابن اللہ " ، " الوہیت مسح" ، " مسیح مصلوب ،" قیامت مسیح" (یعنی دوبارہ زندہ ہونا) اور صعود آسمانی ،" اور جناب مسیح منجی عالمین کے بارے میں اس کے برعکس آواز اٹھاتا لیکن یادرہے کہ سولہویں عیسوی اور پیشتر اس جعلی انجیل کا کوئی سراغ اور نام ونشان کہیں نظر نہیں آتا۔

چونکہ مترجم عربی خلیل سعادت قاہرہ نے دیباچہ میں متعدد متشرقین اور محققین اور مفکرین کے خیالات سے آپ کو آگاہ کردیا ہے۔ لہذا اہل اسلام کے مفاد کی خاطر میرا دوستانہ مشورہ یہ ہے کہ وہ اس جعلی انجیل کو بطور بحث وتکرار یا بطور حجت مسیحیوں کے آگے پیش نہ کریں ۔ کیونکہ مولف کتاب برنباس نے بہت ساری ایسی غلط اور مفروضہ باتیں اور غیر مصدقہ تاریخی واقعات تحریر کئے ہیں جو خلافِ قرآن مجید ہیں اور جن کو مسلمان علماء نے ہمیشہ ناپسندیدہ قرار دے کرر د کیا ہے۔

بے علموں کا مقولہ ہے کہ مسیحیوں کے پاس انجیل برنباس بھی ہے۔ حالانکہ اس جعلی انجیل برنباس کی اشاعت کی ذمہ داریاں شروع ہی سے مسلمانوں نے اپنے سر اٹھا رکھی ہیں۔

سیدنا عیسیٰ المسیح کے بارہ (۱۲) شاگرد

مقدس متی رسول اپنے استاد اعظم سیدنا عیسیٰ المسیح کے بارہ برگزیدہ شاگردوں میں شمار تھے۔ جس نے روح القدس کی تحریک سے " انجیل متی " قلمبند کی تھی۔ یہ بارہ شاگرد استاد اعظم مسیح یسوع" کی تین ساڑھے تین سالہ زمینی خدمت کے دوران دن رات اس کے ساتھ ساتھ رہے۔ استاد اعظم نے اپنے ان بارہ شاگردوں کو اپنے مشن کی گواہی کے لئے رسول کا لقب دیا (انجیل شریف بہ مطابق راوی حضرت لوقا رکوع ۶ ،آیت ۱۳)۔ جن پر بعد ازاں مہر رسالت کی تصدیق کے لئے یروشلیم شہر کے ایک بالاخانہ میں جہاں گیارہ شاگرد، چند عورتیں اور مریم مقدسہ سمیت ۱۲۰ اشخاص جمع ہو کر دعا میں مشغول تھے ان پر روح القدس نازل ہوا تھا۔(انجیل شریف ،اعمال کی کتاب رکوع ۱ آیت ۱۲ تا ۲۶، رکوع ۲ آیت ۴)۔ تب انہوں نے اپنی گواہی اور اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ اقوام عالم میں ہر جگہ انجیل مقدس کی منادی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ بلکہ انہوں نے اکنافِ عالم میں انجیل مقدس کی منادی کو ہی اپنی زندگی کا اولین مقصد حیات بنالیا تھا۔ چنانچہ مقدس مرقس، مقدس لوقا، مقدس یوحنا کے علاوہ مقدس متی رسول نے بھی اپنے استاد اعظم سیدنا عیسیٰ المسیح کی زندگی کے سارے حالات ، واقعات ، معجزات ، اس کی الہیٰ ابنیت کی جلالی عظمت کے بارے میں آسمانی اور زمینی شہادتیں ، صلیبی موت کے واقعات ، اور پھر تیسرے دن مہر شدہ قبر اور مردوں میں سے جی اٹھنے سے متعلق شان مسیحائی کے تاریخی واقعات اور چشم دید گواہوں کی شہادتیں قلمبند کی ہیں۔ نیز مقدس متی رسول نے اپنے آقا و مولا سیدنا عیسیٰ المسیح کے بارہ برگزیدہ شاگردوں یعنی رسولوں کی ایک فہرست بھی انجیل مقدس میں تحریر کی ہے۔

" اور بارہ رسولوں کے نام یہ ہیں۔ پہلا شمعون ، جو پطرس کہلاتا ہے اور اس کا بھائی اندریاس ، زبدی کا بیٹا یعقوب اور اس کا بھائی یوحنا ، فلپس اور برتلمائی ، توما اور متی محصول لینے والا۔ حلفئی کا بیٹا یعقوب اور تدی ، شمعون قنانی اور یہوداہ اسکریوتی جس نے اسے پکڑوا بھی دیا۔" (انجیل شریف بہ مطابق حضرت متی رکوع ۱۰ آیت ۲ تا ۴، حضرت مرقس رکوع ۳ آیت ۱۴ تا ۱۹ ، حضرت لوقا رکوع ۶ ،آیت ۱۳ تا ۱۶)۔

اسی طرح بارہ برگزیدہ شاگردوں کی ایک ایسی ہی فہرست مقدس لوقا رسول نے اور ایک فہرست مقدس مرقس رسول نے بھی مقدس پطرس رسول کی رہنمائی میں لکھی ہے۔ لیکن ان فہرستوں میں بھی " برنباس" نام کا کوئی شاگرد نظر نہیں آتا ۔ لیکن " انجیل برنباس" کے مولف نے بلاثبوت " برنباس" کو زندہ مسیح کے حالات وواقعات زندگی تحریر کرنے والا معتبر شاگرد ثابت کرنے کی فضول کوشش کی ہے۔ مقدس یوحنا رسول نے لکھا ہے کہ ہم مسیح کلمتہ اللہ کے اس لئے گواہ ہیں کیونکہ ہم نے اپنی آنکھوں سے مسیح یسوع کو بغور دیکھا ہے اور اپنے ہاتھوں سے اسے چھوا ہے۔ یوں لکھا ہے کہ :

" اس زندگی کے کلام (مسیح کلمتہ اللہ) کی بابت جو ابتداء سے تھا اور جسے ہم (سب شاگردوں) نے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ بلکہ غور سے دیکھا اور اپنے ہاتھوں سے چھوا۔ یہ زندگی ظاہر ہوئی او رہم نے اسے دیکھا اور اس کی گواہی دیتے ہیں۔"(انجیل شریف ، خط اول حضرت یوحنا رکوع ۱ آیت ۱ تا ۲)۔

سیدنا عیسیٰ المسیح نے فرمایا کہ :

" تم ان (انجیلی) باتوں کے گواہ ہو" (انجیل شریف بہ مطابق حضرت لوقا رکوع ۲۴ آیت ۴۸)۔

مقدس پطرس رسول نے اعلانیہ سرِ بازار اسی یروشلیم شہر میں تبلیغ شروع کر دی جہاں وہ بعد از مصلوب جی اٹھا تھا کہ :

" اسی یسوع (عیسیٰ) کو خدا نے جلایا۔ جس کے ہم سب گواہ ہیں۔"(انجیل شریف ، کتاب اعمال رکوع ۲ آیت ۳۲)۔

" جعلی انجیل برنباس کا مولف لکھتا ہے کہ یسوع نے برنباس کو کہا کہ " تو ضرور میری انجیل لکھنا۔" لیکن برنباس نے جواب دیا کہ:

" لیکن میں نہیں جانتا کہ یہوداہ کو کیا پیش آیا۔ اس لئے کہ میں نے سب باتیں نہیں دیکھی ہیں۔ یسوع نے جواب دیا کہ، یہاں یوحنا اور پطرس ہیں۔ جن دونوں نے ہر چیز دیکھی ہے۔ پس یہ دونوں تجھ کو تمام واقعات کو خبر کردیں گے۔"(انجیل برنباس فصل ۲۲۱/ ۴تا ۵)۔

لیکن " انجیل برنباس" کے مولف نے کہیں ذکر نہیں کیا۔ کہ برنباس نے یسوع کے فرمان بموجب انجیل لکھتے وقت علاوہ دوسری باتوں کے سیدنا عیسیٰ المسیح کی موت کے صلیبی واقعات کے بارے میں بھی یوحنا رسول اور پطرس رسول سے مدد حاصل کی تھی۔ دراصل مولف کتاب خوب جانتا تھا کہ یوحنا رسول اور پطرس رسول بڑے واضح الفاظ میں زندہ مسیح مصلوب کے سچے تاریخی صلیبی واقعات کو بطور گواہ قلمبند کرچکے ہیں۔ بلکہ زندہ مسیح مصلوب کی گواہی اور تبلیغ ہی ان رسولوں کی شہادت اور موت کا باعث تھی۔ کیا کوئی شخص کسی غلط اور جھوٹے واقعہ کی خاطر سخت اذیتیں، کوڑوں کی مار، قید کی سختیاں اور موت گوارا کرسکتا ہے؟ کیونکہ سیدنا مسیح کے رسولوں نے اس کی صلیبی موت اور جی اٹھنے کی گواہی اور نجات کی خوشخبری کی منادی کی وجہ سے ہی سخت ترین اذیتیں برداشت کرنے کے بعد جامِ شہادت نوش فرمایا تھا۔

ابنِ مریم

روح القدس کی تحریک سے جن برگزیدہ رسولوں نے انجیل مقدس قلمبند کی اور سیدنا مسیح کے حالات زندگی تحریر کئے انہوں نے بڑی صفائی سے لکھا ہے کہ مولود مقدس منجئ جہان کنواری مریم کے ہاں بیت لحم میں پیدا ہوئے کیونکہ خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا کہ:

" دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا"(یسعیاہ نبی کی کتاب ۷،آیت ۱۴)۔

اور اس کا نام یسوع یعنی عیسیٰ رکھا گیا۔ خدا تعالیٰ نے مولودِ مقدس منجی جہان کی ولادتِ بے پدر کے بھید کو وقت مقررہ تک صیغہ راز میں رکھنے کے لئے اور مریم مقدسہ اور مسیح مولود مقدس کے تحفظ اور خدمت کی خاطر ایک راستباز شخص یوسف کا انتخاب کیا تھا۔ فرشتہ کی ہدایت سے چرواہوں نے جلد ہی بیت لحم میں پہنچ کر مریم مقدسہ اور راستباز یوسف کو دیکھا اور مولودِ مقدس بچہ کو چرنی میں پڑا پایا اور لوگوں میں بچہ کی خوشخبری مشہور کی۔ لیکن انہوں نے مریم مقدسہ سے یہ سوال نہ کیا۔ کہ تو یہ بچہ کہاں سے لائی ہے؟ چرواہوں کے علاوہ پورب کے مجوسیوں نے بھی آسمانی ستارہ کی رہنمائی میں بیت لحم پہنچ کر مسیح موعود مقدس کو سجدہ کیا اور سونا اور مُر اور لُبان اس کو نذر کیا۔ لیکن نہ تو مجوسیوں نے اور نہ یہودیوں نے مریم مقدسہ خاتون اعظم سے یہ سوال کیا کہ تو یہ بچہ کہاں سے لائی ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ یسوع مسیح مولود مقدس کی بے پدر ولادتِ باسعادت کا سارا معاملہ ایک مدت تک صیغہ راز میں رہا اور جب منجئی جہان مسیح مصلوب اپنا زمینی مشن پورا کرکے آسمان پر صعود فرما گئے تو اس کے چند سال بعد جب رسولوں نے روح القدس کی تحریک سے انجیل مقدس قلمبند کرنے کا قصد کیا تو اس وقت مریم مقدسہ نے اس کی ولادت بے پدر کا سارا راز حقیقت رسولوں سے بیان فرمایا تھا۔ یہ کہنا کہ لوگوں نے کنواری مریم مقدسہ سے اس کے بیٹے کی بے

پدر ولادتِ با سعادت کے موقعہ پر سوالات اور اعتراف کئے تھے۔ یہ صدہا سال بعد کی غیر مصدقہ مفروضہ باتیں ہیں کیونکہ مسلمانوں کے ہمدرد مولف انجیل برنباس نے بھی ایسی مفروضہ باتوں کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

اِنجیل برنباس فصل ۲۲۱

۱ - " اور یسوع اس لکھنے والے کی جانب ہوا۔اور کہا -اے برنباس ! تجھ پر واجب ہے کہ توضرور میری انجیل اور وہ حال لکھے -جو کہ میرے دنیا میں رہنے کی مدت میں میرے بارہ میں پیش آیا۔

۲- اور وہ بھی لکھ جو یہوداہ پر واقع ہوا۔ تاکہ ایمانداروں کادھوکا کھانا زائل ہوجائے اور ہرایک حق کی تصدیق کرے۔

۳- اس وقت لکھنے والے نے جواب دیا۔ اے معلم اگر خدا نے چاہا تو میں اس کو ضرور کروں گا۔

۴- لیکن میں نہیں جانتا کہ یہوداہ کو کیاپیش آیا۔ اس لئے کہ میں نے سب باتیں نہیں دیکھی ہیں۔

۵- یسوع نے جواب دیا۔ یہاں یوحنا اور پطرس ہیں۔ جن دونوں نے ہر چیز دیکھی ہے۔ پس یہ دونو تجھ کو تمام واقعات کی خبر کردیں گے (انجیل برنباس فصل ۲۲۱/ ۱ تا ۵)۔

آپ اس فصل میں یسوع اور برنباس کی گفتگو پرذرا غور کیجئے۔ کہ یسوع نے کہا کہ " توضرور میری انجیل اور وہ حال لکھے۔ جوکہ میرے دنیا میں رہنے کی مدت میں میرے بارہ میں پیش آیا اور وہ بھی لکھ۔ جو یہوداہ پر واقع ہوا۔" لیکن برنباس نے یہوداہ کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے جواب دیا کہ :

" میں نہیں جانتا کہ یہوداہ کو کیا پیش آیا۔
اس لئے کہ میں نے سب باتیں نہیں دیکھی ہیں۔"

اب آپ انصاف کریں کہ یسوع نے یوحنا رسول اور پطرس رسول کو ازروئے انجیل برنباس " انجیل " لکھنے کی تاکید کیوں نہ فرمائی ؟ درحالیکہ یسوع کا ارشاد ہے کہ :

" یہاں یوحنا اور پطرس ہیں جن دونوں نے ہر چیز دیکھی ہے پس یہ دونو تجھ کو تمام واقعات کی خبر کردیں گے ۔"

بھلا یوحنا رسول اور پطرس رسول نے یسوع کا کیا بگاڑا تھا۔ جبکہ وہ دونوں ہر چیز کے دیکھنے والے اور تمام واقعات سے باخبر تھے۔ لیکن پھر بھی ان کو انجیل لکھنے کی تاکید نہ فرمائی۔ بلکہ ایسے شخص کو انجیل لکھنے کی تاکید فرمائی جو نہ تو اس کے بارہ شاگردوں میں سے تھا۔ نہ وہ یہوداہ کی موت کے صحیح صلیبی واقع کو جانتا تھا۔ نہ سیدنا عیسیٰ مسیح کی صلیبی موت کے صحیح صحیح واقعات کی خبر رکھتا تھا۔ بالفرضِ محال اگر پطرس رسول اور یوحنا رسول نے سیدنا عیسیٰ مسیح کا کچھ بگاڑا تھا تو پھر برنباس کو یہ تاکید کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کہ وہ یوحنا رسول اور پطرس سے ہر چیز اور تمام واقعات کی خبریں حاصل کرکے لکھے۔

ایک جگہ تو برنباس یہوداہ مصلوب کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن دوسری جگہ وہ لکھتا ہے کہ " اس کو ننگا کرکے صلیب پر لٹکایا۔"

" تب وہ لوگ اسے جمجور پہاڑ پر لے گئے جہاں کہ مجرموں کو پھانسی دینے کی انہیں عادت تھی اور وہاں اس یہوداہ کو ننگا کرکے صلیب پر لٹکایا ۔" (انجیل شریف فصل ۲۱۷/ ۸ ۷)۔

اب آپ ذرا مولف انجیل برنباس کی تضاد کلامی اور دماغی توازن بغور ملاحظہ فرمائیں۔ جس شخص کے کلام میں اختلاف اور تضاد پایا جائے۔ لوگ اسے مخبوط الحواس قرار دیتے ہیں۔

۱ ۔ یوحنا رسول نے اصلی انجیل مقدس میں واقعات مسیح مصلوب اس طرح تحریر کئے ہیں کہ :

" جب سپاہی یسوع کو مصلوب کرچکے۔"(انجیل شریف بہ مطابق حضرت یوحنا رکوع ۱۹ ،آیت ۲۳)۔

" اور یسوع کی صلیب کے پاس اس کی ماں ، اور اس کی ماں کی بہن مریم کلوپاس کی بیوی اور مریم مگدلینی کھڑی تھیں۔"(انجیل شریف بہ مطابق حضرت یوحنا رکوع ۱۹ ،آیت ۲۵)۔

" پس جب یسوع نے وہ سرکہ پیا توکہا کہ تمام ہوا۔ اور سر جھکا کر جان دے دی۔"(انجیل شریف بہ مطابق حضرت یوحنا رکوع ۱۹ آیت ۳۰)۔

" لیکن جب انہوں نے یسوع کے پاس آکر دیکھا کہ وہ مرچکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا۔ جس نے یہ دیکھا ہے اسی نے گواہی دی ہے اور اس کی گواہی سچی ہے۔ اور وہ جانتا ہے کہ سچ کہتا ہے۔تاکہ تم بھی ایمان لاؤ۔" (رکوع ۱۹ ،آیت ۳۳تا ۳۵)۔

۲ ۔ پطرس رسول کی رہنمائی میں مقدس مرقس رسول نے لکھا ہے کہ :

" اور پہر دن چڑھا تھا جب انہوں نے اس کو صلیب پر چڑھایا۔"(انجیل شریف بہ مطابق حضرت مرقس رکوع ۱۵ ،آیت ۲۵)۔

" اور تیسرے پہر کو یسوع بڑی آواز سے چلایا کہ الوھی الوھی لما شبقتنی ؟"(رکوع ۱۵ ،آیت ۳۴)۔

"پھر یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر دم دے دیا۔"(رکوع ۱۵ ،آیت ۳۷)۔

یوحنا رسول اور مرقس رسول نے بالکل ذکر نہیں کیا کہ واقع صلیب کے وقت برنباس نام کا کوئی شخص وہاں موجود تھا۔ پھر جب سیدنا عیسیٰ المسیح مردوں میں سے جی اٹھے ۔ تو انہوں نے قریباً گیارہ بار اپنے آپ کو اپنے شاگردوں پر زندہ ظاہر کیا۔ اور اپنے مصلوب بدن، ہاتھوں اور پسلی کو انہیں اور خاص کر توما رسول کو دکھا کر فرمایا :

" پھر اس نے توما سے کہا اپنی انگلی پاس لاکر میرے ہاتھوں کو دیکھ اور اپنا ہاتھ پاس لاکر میری پسلی میں ڈال اور بے اعتقاد نہ ہو۔ بلکہ اعتقاد رکھ"۔

(انجیل شریف بہ مطابق حضرت یوحنا رکوع ۲۰ ،آیت ۲۷)۔

اگر برنباس ان دونوں شاگردوں یعنی یوحنا رسول اور پطرس رسول سے مسیح مصلوب و مقتول کے بارے میں جاننے کے لئے درخواست کرتا تو وہ دونوں اس کو مسیح مصلوب کے بارے میں وہی کچھ بتاتے جو انجیل مقدس میں انہوں نے تحریر کیا ہے اور جس کی وہ شب وروز بلکہ تادم زیست تبلیغ ومنادی کرتے رہے اور مسیح مصلوب کی تبلیغ اور گواہی کی وجہ سے جنہوں نے جامِ شہادت نوش فرمایا تھا۔ پطرس رسول نے یروشلیم شہر کے انہی یہودیوں کے درمیان یہ منادی شروع کردی۔ جنہوں نے یسوع کو مصلوب کروا کر مار ڈالا تھا چنانچہ مقدس پطرس رسول ان سے یوں گویا ہوا کہ:

"جب وہ (یسوع) خدا کے مقررہ انتظام اور علم سابق کے موافق پکڑوایا گیا تو تم(اہل یروشلم)نے بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے اسے مصلوب کروا کر مار ڈالا۔ لیکن خدا نے موت کے بند کھول کر اسے جلایا۔ کیونکہ ممکن نہ تھا کہ وہ اس کے قبضہ میں رہتا۔"(اعمال کی کتاب رکوع ۲،آیت ۲۳تا ۲۴)۔

" تم نے اس قدوس اور راستباز کا انکار کیا اور درخواست کی کہ ایک خونی تمہاری خاطر چھوڑ دیا جائے ۔ مگر زندگی کے مالک کو قتل کیا جسے خدا نے مردوں میں سے جلایا۔اس کے ہم گواہ ہیں۔(اعمال کی کتاب ۳،آیت ۱۴تا ۱۵)۔

یاد رکھئیے گا کہ سیدنا عیسیٰ المسیح کا آسمانی " باپ" وہ قادر مطلق خدا ہے جو خالق کائنات ہے۔ جب آسمان وزمین اور تمام کائنات عالم کا کوئی وجود اور ہستی نہ تھی۔" توقادر مطلق خدا نے اپنے کلمتہ اللہ کے وسیلہ سے کائنات عالم کو وجود بخشا۔ خدا قادر زمین کی مٹی میں جان اور مردہ لاشوں اور ہڈیوں میں زندگی پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اس نے مٹی کے پتلے میں زندگی کا دم پھونکا تو اس سے ابوالبشر بزرگ آدم انسانی زندگی میں جلوہ گرہوئے۔

سیدنا عیسیٰ المسیح کے جس قادرِ مطلق خدا باپ نے اسے کثیر التعداد مردوں کو معجزانہ طور پر دوبارہ زندگی دینے کی قدرت اور اختیار دیا تھا۔ کیا وہ قادر خدا مسیح مصلوب کو بعد از مصلوب دوبارہ زندگی دینے پر قادر نہیں ؟سیدنا مسیح جس میں مردوں کو دوبارہ زندگی دینے کی قدرت موجود ہے۔ اس میں صلیبی موت اور قبر پر غالب آکر مردوں میں سے جی اٹھنے کی قدرت بھی موجود تھی۔

اگرآپ خدا کی اس قدرت کو دل وجان سے برحق تسلیم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ المسیح کو زندہ بسجد عنصری آسمان پر اٹھالیا تھا۔ جہاں وہ پہلے موجود تھا۔(انجیل یوحنار کوع ۶،آیت ۶۲) توآپ کو خدا کی اس قدرت پر بھی کامل یقین محکم رکھنا چاہیے کہ عیسیٰ المسیح بعد از صلیبی موت تیسرے دن مردوں میں سے جی بھی اٹھا تھا۔

انجیل مقدس اور روح القدس

بزرگ منجئی عالمین سیدنا عیسیٰ المسیح نے لوگوں میں اپنے شاگردوں کے روبرو جو جو عجیب معجزات کئے اور جو انجیلی تعلیم دی وہ سب فی البدیہہ اور زبانی زبانی تھی۔ لیکن اپنی ان انجیلی تعلیمات کی سب پاکیزہ آسمانی باتوں کو جو اس نے ان کو سکھائی تھیں اپنے بعد ان کی دوبارہ یاد دہانی کے لئے ایک آسمانی مددگار یعنی روح القدس کے نزول کا وعدہ فرمایا تھا کہ :

" میں نے (انجیل مقدس) کی یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب (انجیلی) باتیں سکھائے گا۔ اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے۔ وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔"(انجیل یوحنا ۱۴ ،آیت ۲۵ تا ۲۶)۔

چنانچہ زندہ مسیح مصلوب کے صعود آسمانی کے دس دن بعد یعنی مردوں میں سے جی اٹھنے کے پچاس دن بعد اس کے مقدس رسولوں پر روح القدس نازل ہوا۔ روح القدس نے اس کے رسولوں کا ذہن کھولا اور ان کے فہم وفراست کو روشن کیا۔ اور سیدنا عیسیٰ المسیح کی زندگی کے تمام حالات وواقعات ، معجزات اور سارے عالیشان جلالی کام اور اس کی انجیلی تعلیمات کی سب آسمانی باتیں ان کو یاد دلائیں ، ان کو قوت کا لباس اور دلیری کی روح حاصل ہوئی۔ پھر انہوں نے یروشلیم میں اورساری دنیا کے تمام ممالک اور اقوام کے سامنے ہر جگہ انجیل مقدس اور مسیح مصلوب اور زندہ مسیح کی تبلیغ اور بشارت شروع کردی۔(کتابِ اعمال ۲،آیت ۱ تا ۱۴)۔

چنانچہ اس مددگار روح القدس نے سیدنا عیسیٰ المسیح کے کمزور شاگردوں میں رسالت کی ایک بے مثال روحانی بیداری اور جوشِ تبلیغ کی ایک سرگرم تحریک اور روح پیدا کردی۔ ان کو ماہی گیر سے آدم گیر اور آدم گیر سے عالمگیر بنادیا۔ قطرہ تھے دریا بن گئے ۔ کمزور تھے قومی بن گئے ۔ خاکی تھے آسمانی بن گئے ۔ وہ سب خواندہ اشخاص تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

انہوں نے کتابِ مقدس کو سمجھنے کے لئے بھی اپنے عظیم استاد مسیح مصلوب سے تعلیم پائی تھی ۔ سیدنا مسیح خود بھی نوشت وخواند میں دسترس رکھتے تھے۔ وہ سابقہ انبیاء کے عبرانی، لاطینی اور یونانی زبانوں میں تحریرشدہ الہامی نوشتوں اور صحیفوں کو اچھی طرح پڑھ سکتے تھے۔ اس نے ناصرت کے عبادت خانہ میں یسعیاہ نبی کی کتاب پڑھ کر لوگوں کو سنائی۔ جہاں لکھا ہے کہ :

خداوند کا روح مجھ پر ہے ------۔

پھر وہ کتاب بند کرکے اور خادم کو واپس دے کر بیٹھ گیا۔"

(انجیل شریف بہ مطابق حضرت لوقا رکوع ۴،آیت ۱۶ تا ۲۰، بہ مطابق حضرت یوحنا رکوع ۸،آیت ۸)۔

تعلیم دیتے وقت سیدنا مسیح نے بارہا لوگوں کی رہنمائی کے لئے ان کو توریت ،زبور اور نبیوں کے صحیفوں سے حفظ شدہ آیات پڑھ کر سنائیں ۔ جن سے معلوم ہوتاہے کہ جنابِ مسیح کو کتاب مقدس کے بہت سارے حصے اور آیات ازبرزبانی حفظ تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب مسیح نے ملکِ فلسطین کے دیہات میں ان کی عام آرامی زبان میں لوگوں کو تعلیم دی اور عبادت خانوں میں عبرانی اور یونانی میں تعلیم دی۔ کیونکہ یہودی لوگ عبرانی، لاطینی اور یونانی زبان جانتے تھے ، اسی لئے پیلاطس رومی حاکم نے بھی جناب مسیح کی صلیب کے اوپر ان زبانوں میں کتبہ لکھ کر لگایا تھا۔تاہم اس نے اپنے معجزانہ عالیشان کاموں اور اپنی آسمانی پاکیزہ انجیلی تعلیمات اور اپنے حالاتِ زندگی کی ساری خوبیوں کو ساری دنیا کے سامنے پیش کرنے اور ان کو احاطہ تحریر میں لاکر ایک کتاب کی شکل دینے کی تمام ذمہ داریاں اپنے ملہم رسولوں پر چھوڑدیں۔ چنانچہ اس کے ان ملہم رسولوں نے جن کو روح القدس کی تحریک اور تائید حاصل تھی انہوں نے جناب مسیح کے صعود آسمانی کے بعد انجیلِ مقدس کو مصلحتاً اس زمانہ کی عالمگیری یونانی زبان میں احاطہ تحریر میں لاکر ایک اٹل، عظیم اور لا تبدیلی کتاب "

انجیل مقدس" لوگوں کے سامنے پیش کی ۔ یہی وجہ تھی کہ مشرقی اور مغربی دنیامیں بڑی تیزی کے ساتھ " انجیل مقدس" کی تعلیم اور مسیحیت پھیل گئی ۔

چنانچہ جناب مسیح کے برگزیدہ رسولوں نے مناسب وقت پر نہایت دیانتداری سے واقعات مسیح مصلوب اور انجیل مقدس کی ساری آسمانی باتوں کو آئندہ نسلوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے قلمبند کیا اور یوں زندہ مسیح منجئی عالمین کی مرضی اور خوشی کے لئے " انجیل مقدس" احاطہ تحریر میں لائی گئی ۔ جناب مسیح ابدی زندہ ہستی ہے لہذا زندہ مسیح کا کلام بھی تا ابد زندہ رہے گا۔ اس نے فرمایا ہے کہ "

" آسمان اور زمین ٹل جائیں گے

لیکن میری انجیلی باتیں ہر گز نہ ٹلیں گی۔"(انجیل، حضرت متی رکوع ۲۴،آیت ۳۵)۔

اوراس نے ان رسولوں سے کہا کہ تم تمام دنیامیں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی تبلیغ کرو۔"(انجیل، حضرت مرقس رکوع ۱۵ ،آیت ۱۶)۔

تم ان باتوں کے گواہ ہو۔ (انجیل، حضرت لوقارکوع ۲۴،آیت ۴۸)۔

اور ان کو یہ تعلیم دو۔ کہ ان سب باتوں پر عمل کریں۔ جن کامیں نے تم کو حکم دیا اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔"(انجیل، حضرت متی رکوع ۲۸،آیت ۲۰)۔

کتابِ مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔"(انجیل، حضرت یوحنارکوع ۱۰ ،آیت ۳۵)۔

چونکہ ہمارا خداوند منجئی عالمین زندہ ہے۔ وہ تا ابد زندہ رہے گا۔

لہذا مسیح کلمتہ اللہ اور انجیلِ مقدس جوزندہ خداوند کا زندہ کلام ہے ۔وہ تا ابد زندہ رہے گا ۔ چنانچہ اس کے انجیلی کلام الہیٰ کے منسوخ ومتروک ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انجیل مقدس میں فصاحت وبلاغت کے ایسے کمالات پائے جاتے ہیں کہ دنیا کی تمام معروف وغیر معروف زبانوں میں بڑی آسانی کے ساتھ اس کے ترجمے ہوگئے ہیں۔ اور اس کے ہر زبان کے ترجمہ میں ایسی روانی اور زباندانی پائی جاتی ہے کہ اس کے ہر زبان کے ترجمہ میں اس کے معنی ومفہوم برقرار نظر آتے ہیں ۔ اس کے کسی بھی زبان کے ترجمہ کو پڑھ کر دیکھ لیں ۔ اس سے اس کی حقیقی الہامی زبان کا گمان ہوتا ہے۔

رائج الوقت زبانیں جوں جوں اپنی ترقی کی منازل میں عروج حاصل کرتی جاتی ہیں اسی حساب سے ان زبانوں میں انجیل مقدس کے تراجم شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور اس کام کے لئے مستقل طور پر بڑی بڑی سوسائٹیاں مصروفِ کار ہیں۔ کیونکہ خدا کا پاک روح خدا کے پاک کلام کی اشاعت کے لئے اپنے لوگوں کا زندہ مدد گار ہے۔

مقدس پولوس اور برنباس

مقدس لوقا رسول جو انجیل لوقا اور " رسولوں کے اعمال" کی کتاب کا مصنف یعنی توسیع کلیسیا کا چشم دید مورخ ہے۔ وہ انجیل کی بشارت اور تبلیغ کے سلسلہ میں پولوس رسول اور دوسرے رسولوں اور مقدسین کے ساتھ مختلف ممالک میں جاتا رہا۔ اسی نے سیدنا مسیح کے شاگردوں پر دوسرے آسمانی مددگار یعنی روح القدس کے نزول کا واقعہ قلمبند کیا۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ کس طرح شاگرد روح القدس سے معمور ہو کر روئے زمین پر انجیل مقدس کی تبلیغ کرتے رہے اور کلیسیاء ترقی کرتی گئی۔ اور انہوں نے کیسی کیسی سخت اذیتیں برداشت کیں۔ قید کی سختیاں اور دکھ اٹھائے ۔ کوڑے کھائے لیکن انجیل مقدس اور مسیح مصلوب کی منادی اور نجات کی خوشخبری سنانے سے باز نہ آئے۔ جلد ہی مختلف ممالک میں جگہ جگہ مسیحی کلیسیائیں قائم ہوگئیں۔ چنانچہ لوقا رسول نے " رسولوں کے اعمال" کی کتاب میں ایک شخص مقدس برنباس کا ذکر کیا ہے۔ جو زندہ مسیح مصلوب کے خاص برگزیدہ شاگردوں میں شمار تو نہ تھا۔مگر پولوس رسول اور دوسرے مقدسین کے ساتھ مل کر جناب مسیح مصلوب کی منادی اور رسالت کا کام کرتا رہا۔ پڑھیئے اعمال کی کتاب ۴ باب ۳۶ آیت، ۱۲ باب ۲۵ آیت، ۱۳ باب ۱ تا ۳ آیت، اور ۴۳ تا ۴۶ آیت و ۵۰۔ ۱۴ باب ۱۴ تا ۲۰ آیت - ۱۵ باب ۲ تا ۱۲ آیت و ۲۲۔ ۱۱ باب ۲۲ تا ۳۰ آیت - ۱۵ باب ۳۵ تا ۳۷ و ۴۰ آیت -خط کلسیوں ۴ باب ۱۰ آیت وخط اول کرنتھیوں ۹ باب ۶ آیت۔

انطاکیہ شہر میں انجیل اور زندہ مسیح مصلوب کی تبلیغ کے وقت یہ " برنباس" پولوس رسول کے ہمراہ تھا۔ چنانچہ پولوس رسول نے انطاکیہ کے عبادت خانہ میں تبلیغ و بشارت دی کہ:

" اگرچہ اس (یعنی مسیح مصلوب) کے قتل کی کوئی وجہ نہ ملی تو بھی انہوں نے پیلاطس سے اس کے قتل کی درخواست کی اور جو کچھ اس کے حق میں لکھا تھا۔ جب اس کو تمام کر چکے تو اسے صلیب پر سے اتار کر قبر میں رکھا۔ لیکن خدا نے اسے مردوں میں سے جلایا اور وہ بہت دنوں تک ان کو دکھائی دیا۔" (کتاب اعمال ۱۳ باب ۲۸ تا ۳۱ آیت)۔

غور کیجئے کہ جب پولوس رسول مسیح مصلوب کی موت اور مردوں میں سے جی اٹھنے کی تبلیغ کرتا ہے تو یہ مقدس برنباس اس کے ساتھ ، بلکہ پاس ہی موجود تھا۔ لیکن اس نے زندہ مسیح مصلوب کے بارے میں کوئی قابلِ اعتراض آواز بلند نہ کی ، نہ کبھی " الوہیت مسیح" ، "تجسم ابن اللہ " اور " زندہ مسیح منجئی عالمین " کے خلاف منہ کھولا ۔ انجیل مقدس میں مقدس برنباس کے سوا کسی دوسرے جعلی " برنباس" کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ جو اس جعلی " انجیل برنباس" کے مصنف کی خواہش پوری کرسکتا ہے۔

جعلی برنباس

منجئی عالمین سیدنا مسیح کے ہزارہا شاگرد اسرائیلی اور غیر اقوام میں سے تھے۔ لیکن اس کے برگزیدہ بارہ شاگرد سب کے سب فلسطینی اور اسرائیلی قوم سے متعلق تھے۔ ان سب کی جائے پیدائش بھی ملکِ فلسطین تھی۔ وہ سب خواندہ تھے۔ وہ سب محنتی، جفا کش اور اچھے پیشہ ور لوگ تھے۔

جب جناب مسیح نے اپنی زمینی خدمت کا مشن شروع کیا تو وہ اس وقت قریباً تیس برس کا تھا(انجیل ،لوقا ۳،آیت ۲۳)۔ اس نے بیابان میں چالیس دن اور چالیس رات کا فاقہ کرنے کے بعد شیطان کی تمام آزمائشوں پر غلبہ حاصل کیا پھر اس نے اپنے سارے زمینی مشن کی گواہی کی خاطر بارہ برگزیدہ شاگردوں کا انتخاب کیا۔ تاکہ وہ ہر وقت دن رات اس کے ساتھ رہیں اور اس کے حالات زندگی کو بغور دیکھیں۔ اس کی قدرت اور جلال اور شان مسیحائی سے لطف اندوز ہوں اور اس کے صاحب اختیار کلام کو سن کر معجزانہ عالیشان کاموں کو دیکھ کر خدا کی تمجید کریں۔ اور تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کریں۔ اور مسیح مصلوب کے جلال کی گواہی دیں۔(انجیل، مرقس ۱۶ ،آیت ۱۵)۔

" اور ان دنوں میں ایسا ہوا کہ وہ پہاڑ پر دعا کرنے کو نکلا اور خدا سے دعا کرنے میں ساری رات گزاری ۔ جب دن ہوا تو اس نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر ان میں سے بارہ چن لئے اور ان کو رسول کا لقب دیا۔"(انجیل، لوقا ۶ ،آیت ۱۲ تا ۱۳)۔

اردو مترجم جناب آسی ضیائی نے جعلی انجیل برنباس کے اردو ترجمہ میں ایک جگہ صفحہ نمبر ۱۰ پر لکھا ہے۔ کہ جعلی انجیل نویس برنباس قبرص (جزیرہ سائپرس) کا باشندہ تھا۔

یہ جزیرہ قبرص ملکِ فلسطین سے جانب شمال سینکڑوں میل دور ہے۔ چنانچہ جناب آسی ضیائی کی تحریر سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس جعلی انجیل برنباس کا مصنف جعلی برنباس اپنی جائے پیدائش کی جغرافیائی نشان دہی کے مطابق نہ تو اسرائیلی تھا نہ وہ مسیح مصلوب کے برگزیدہ بارہ رسولوں میں شمار تھا۔ نہ اس کو انجیل مقدس کے احاطہ تحریر میں لانے کے لئے روح القدس کی معموری اور نہ اس کی تحریک حاصل تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی دھوکا باز مولف " انجیل برنباس" نے اپنے نفس مضمون کا تختہ مشق بنانے کے لئے کسی فرضی ، برنباس " کا نام منتخب کرلیا تھا۔

کیا ایسے دھوکا باز مولف " انجیل برنباس" کو اسلام اور قرآن مجید کی طرف سے کوئی اجر حاصل ہوگا؟ کیا خدائے اسلام اس سے خوش ہوگا؟

قرآن مجید مصدق کتب سابقہ

قرآن مجید میں قریباً ایک سو تیس ۱۳۰ بار بڑی تعریف و توصیف کے ساتھ کتابِ اللہ یعنی توریت، زبور، نبیوں کے صحیفوں اور انجیل مقدس کا ذکر خیر آیا ہے۔ قرآن مجید میں بار بار ذکر آیا ہے کہ ان کتابوں میں نور وہدایت موجود ہے اور قرآن مجید ان سابقہ کتابوں کا محافظ اور ان کے برحق ہونے کا مصدق ہے یہ بھی لکھا ہے کہ :

" اللہ کی باتیں بدلتی نہیں۔"(سورۃ یونس ۶۴ آیت)۔

وہ باتیں خواہ وہ توریت شریف میں ہیں۔ خواہ زبور شریف میں ہیں۔ خواہ وہ انجیل مقدس میں ہیں۔قرآن مجید میں یہ بات کہیں نہیں لکھی گئی کہ زبور شریف کے نازل ہونے سے اللہ تعالیٰ نے توریت شریف کو منسوخ ومتروک قرار دے دیا تھا۔ نہ یہ لکھا ہے کہ انجیل مقدس کے نزول سے اللہ تعالیٰ نے زبور شریف یا نبیوں کے صحیفوں کو منسوخ ومتروک قرار دے دیا تھا۔ نہ یہ لکھا ہے کہ قرآن مجید کے نزول سے اللہ تعالیٰ نے انجیل مقدس کو منسوخ ومتروک قرار دے دیا تھا۔ ایسی باتیں پیش کرنے والے قرآن مجید کی تعلیم سے بے خبر معلوم ہوتے ہیں۔

ابتدائی دور اسلام کے وقت بھی سابقہ الہامی کتابیں عبرانی ، ۔لاطینی اور یونانی زبان میں موجود تو تھیں۔ لیکن ان کا عربی زبان میں کوئی ترجمہ موجود نہ تھا۔ اس لئے اس زمانہ میں اہل عرب کو بائبل مقدس کی ان الہامی کتابوں کو دیکھنے اور سننے کا موقعہ ملا ہوگا۔ لیکن ان کا پڑھنا ممکن نہ تھا۔ کیونکہ ان دنوں عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ ہونے کے برابر تھا۔ چنانچہ خود حضور ﷺ نے بھی عربی زبان میں کوئی کتاب نہ لکھی تھی۔ پھر بائبل مقدس کے مختلف اردو ترجموں یا مختلف انگریزی یا دوسری زبانوں کے ترجموں کے لفظی اختلافات کو سامنے رکھ کر اس پر تحریف کا الزام سراسر غلطی ہے۔ کیونکہ تحریفِ بائبل ثابت کرنے کے لئے اس کے ابتدائی صدیوں پرانے عبرانی، لاطینی اور یونانی نسخوں کے مطالعہ اور جانچ پڑتال کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ کام علمائے اسلام کے مطالعہ سے دور اور ہمیشہ علم سے باہر رہا ہے۔ پھر ابتدائے عالم سے کبھی کسی نبی نے کسی سابقہ الہامی کتاب مقدس کو منسوخ یا متروک یا محرف قرار نہیں دیا۔ چنانچہ قرآن مجید نے بھی ان سابقہ تمام الہامی کتابوں کی صداقت اور صحت کے بارے میں تصدیق کی ہے۔ جو مسیحیوں کے پاس موجود ہیں کہ :

۱ ۔(یعنی قرآن مجید) جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ ان کی محافظ ہے۔

(سورۃ المائدہ ۴۸ آیت)

۲ ۔لیکن وہ کتب سابقہ کا مصدق ہے۔"(سورۃ یونس ۳۷ آیت)

۳۔اور جو کوئی اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور کتابوں، اور رسولوں پر، اور آخری دن پر یقین نہ رکھے گا وہ گمراہی میں بہت دور جا پڑا(سورۃ النساء ۱۳۶)۔

۴۔اور ان نبیوں کے پیچھے انہی کے نقش قدم پر ہم نے عیسیٰ بن مریم کو توریت کا سچا بتانے والا بنا کر بھیجا۔ اور ہم نے اسے انجیل دی۔ جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اور وہ توریت کو جو اس سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ سچا کرنے والی ہے۔ اور ہدایت اور نصیحت ہے ڈر والوں کے لئے۔"(سورۃ المائدہ ۴۶)۔

چنانچہ ان مذکورہ سابقہ الہامی کتابوں اور رسولوں پر ایمان کا اقرار ایمان مفصل میں بھی پنجگانہ نماز کے ساتھ شامل کیا گیا ہے کہ :

۵ ۔میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر۔"

۶ ۔ نیکی صرف یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو، لیکن نیکی اس کی ہے جو اللہ پر اور آخری دن اور فرشتوں پر، اور کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے ۔(سورۃ البقرہ ۱۷۷)۔

۷۔ تُوکہہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہم پر اترا ہے اور ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب اور اس کی اولاد پر نازل ہوا تھا۔ اور جو موسیٰ وعیسیٰ اور سب نبیوں کو ان کے رب سے ملا تھا۔ ہم ان میں سے کسی کو جدا نہیں کرتے اور ہم اسی کے ماننے والے ہیں۔"(سورۃ عمران ۸۴آیت)۔

قرآن مجید [1*] میں سابقہ کتابوں کی تعریف وتوصیف کا ذکر خیر تو موجود ہے۔ لیکن ان کے متروک ومنسوخ یا محرف ومبدل قرار دیتا تو پھر بالضرور اور لازماً قرآن مجید میں اور پنجگانہ نماز میں بھی ان سابقہ الہامی کتابوں پر ایمان کی نفی کردی جاتی ۔ دوسرے مذاہب کی پاکیزہ کتابوں اور افراد سے نفرت کرنا، ان کو کافر مشرک اور ناپاک قرار دینا اور خود کو فریسیوں کی طرح پاکیزہ خیال کرنا۔ ہرمذہب کی اخلاقی پاکیزہ تعلیم کے خلاف ہے۔

مجھے علمائے اسلام کے اس فلسفہ تعلیم کی سمجھ میں نہیں آئی کہ پاکستان کے باہر اور اندر ہر عالم دین مسلمان کے پاس انگریزی یا اردو ترجمہ بائبل مقدس تو موجود ہے۔ جس میں توریت شریف ، زبور شریف ، نبیوں کے صحیفے اور انجیل مقدس شامل ہے۔ لیکن وہ عام مسلمانوں کو اس بائبل مقدس کے پڑھنے سے کیوں روکتے ہیں؟ درحالیکہ قرآن مجید میں بھی کسی جگہ ان کتابوں کے پڑھنے سے ہرگز منع نہیں کیا گیا۔ لیکن جس نے بائبل مقدس کو نہیں پڑھا وہ سمجھ لے کہ میں نے دنیا میں کچھ بھی نہیں پڑھا۔ کیونکہ اس میں حقیقت ومعرفت کے تمام خزانے پوشیدہ ہیں۔

[1*] اردو ترجمہ جسے شاہ عبدالقادر صاحب وشاہ رفیع الدین صاحب کے اردو ترجموں سے محاورہ سلیس اردو کیا گیا۔

(ادراک پرنٹر آفسٹ) چاہ جٹاں روڈ سیالکوٹ فون ۲۱۹۲
ناشر شیخ ظفر محمد اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہو۔

انجیل برنباس مخالف کتب سابقہ

انجیل برنباس کا مصنف لکھتا ہے کہ ۔ یسوع (عیسیٰ) نے کہا کہ :

" اور اگر داؤد کی کتاب نہ بگاڑدی گئی ہوتی تو اللہ اپنی انجیل میرے حوالہ نہ کرتا۔"

(انجیل برنباس فصل ۱۲۴ /۹)

" اور انہوں نے اپنی تقلید کے ذریعہ کس قدر اللہ کے دو نبیوں اور دوستوں موسیٰ اور داؤد کی کتابوں کو خراب کرڈالاہے۔"(انجیل برنباس فصل ۱۵۹ / ۱۱)

"اللہ نے مجھ یسوع کو اس لئے رسول بنا کر بھیجا ہے کہ میں (یسوع) شریعت اور انبیاء کی کتابوں کو مٹاڈالوں۔"(انجیل برنباس فصل ۱۸۹ / ۲)۔

" قسم ہے اللہ کی جان کی وہ اللہ کہ میری جان اس کے حضور میں استادہ ہوگی کہ اگر موسیٰ کی کتاب ہمارے باپ داؤد کی کتاب سمیت جھوٹے فریسیوں اور فقہیوں کی انسانی روایتوں کے ساتھ فاسد نہ کی جاتی۔ تو اللہ ہرگز مجھ کو اپنا کلام عطا نہ کرتا۔" انجیل برنباس فصل ۱۸۹/ ۹۔

"پس تحقیق ہر ایک نبوت فاسد ہوگئی ہے۔"(انجیل برنباس ۱۸۹/ ۱۱)۔

قرآن مجید نے سابقہ الہامی کتابوں کو نہ محرف ومبدل ، نہ متروک ومنسوخ اور نہ فاسد قرار دیا ہے اور نہ ہی سابقہ انبیاء کی نبوت پرفاسد ہونے کافتویٰ لگایاہے بلکہ اعلانیہ ان کتابوں کا مصدق ومحافظ اور قدردان ہے ۔ لیکن انجیل برنباس " سابقہ تمام الہامی کتابوں کو اور ہرایک نبوت کو فاسد قرار دیتی ہے ۔ جبکہ " قرآن مجید " اور " انجیل برنباس" کے درمیان متعدد زبردست اختلافات اور تضاد موجود ہیں تو قارئین ! آپ خود ہی غور کریں کہ اس جعلی انجیل برنباس کو اسلام اور قرآن مجید کی تائید وحمایت کے لئے کس طرح مفید قرار دیا جاسکتا ہے ؟ مجھے تو مولف انجیل برنباس اور مسلمہ کذاب کی شخصیت میں کسی حد تک کافی مماثلت

معلوم ہوتی ہے ۔ کیونکہ اس جعلی انجیل میں کچھ باتیں ایسی پائی جاتی ہیں۔ جو مسیحی مذہب اور دین اسلام اور قرآن مجید کی تعلیم کے سخت خلاف ہیں۔

ایسے مسلمان عالمِ دین جنہوں نے اس جعلی انجیل برنباس کی صداقت کی تائید کی ہے ۔ ان کو محض مسیحیوں کی دلآزاری ملحوظ خاطر ہے۔ معلوم ہوتاہے کہ ایسے مسلمان علماء نے اس جعلی انجیل برنباس کا بہ نظر عمیق مطالعہ نہیں کیا۔ بس اس کی معمولی ورق گردانی کرکے اپنا فتویٰ صادر کردیا ہے۔ کہ یہ انجیل برنباس مفید ہے۔

اگر یہ انجیل برنباس مسلمانوں کے لئے مفید ہے تو اس کو قرآن مجید کی حمایت اور دین اسلام کی عظمت کی خاطر قرآن کے ساتھ منسلک ومتحد کرکے رکھنا چاہیے ۔ جیسے مسیحی لوگ مسیح مصلوب کی تائید اور عظمت کے ثبوت کی خاطر توریت شریف ، اور زبور شریف اور نبیوں کے صحیفوں کو انجیل مقدس کے ساتھ متحد ومنسلک کرکے رکھتے ہیں۔

حضور عیسیٰ المسیح منجئی عالمین نے اپنے برگزیدہ شاگردوں ، رسولوں کو ہر گز ایسی کوئی تعلیم نہ دی تھی۔ جس میں سابقہ الہامی کتابوں کو مٹا ڈالنے کی نصیحت کی گئی ہو۔ یا ہر ایک نبوت کو فاسد قرار دیا ہو۔ یہ بات نہ تو قرآن مجید سے ثابت ہے ۔ نہ اس کا انجیل مقدس میں کہیں ذکر آیا ہے۔

یہ بات نہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے سابقہ الہامی کتابوں کو مٹا ڈالا۔ اور ہر ایک نبوت کو فاسد قرار دیا تھا۔ جس طرح اہلِ اسلام قرآن مجید کے الفاظ اور آیات میں ردو بدل کو ناقابل معافی گناہِ کبیرہ خیال کرتے ہیں۔ اور اس ناپاک کام کی جرات نہیں کرتے۔اسی طرح مسیحی بھی بائبل مقدس کے الفاظ اور آیات میں ردوبدل کرنا تو ناقابلِ معافی گناہ کبیرہ خیال کرتے ہیں اور وہ ایسے ناپاک کام کی جرات کا اپنے ، دماغ میں تصور تک بھی نہیں کرتے۔ کیونکہ بائبل مقدس میں ایسا کام کرنے والوں کے لئے غضب الہیٰ کا ذکر موجود ہے(کتاب مکاشفہ ۲۲،آیت ۱۸ تا ۱۹)۔

جعلی انجیل برنباس کے مولف کی اخلاقی کمزوری پر صد افسوس جس نے سابقہ الہامی کتابوں کے متعلق اور ہر ایک نبوت کے متعلق ایسے غلط اور نا پسندیدہ الفاظ ہمارے سیدنا مسیح کی طرف منسوب کرکے اس جعلی انجیل برنباس میں درج کردیئے ہیں ۔ حالانکہ ہمارے سیدنا مسیح کی تعلیم یہ ہے کہ :

" کتابِ مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔(انجیل، یوحنا ۱۰ آیت ۳۶)۔

عیسیٰ المسیح مصدق کتب سابقہ

سیدنا عیسیٰ مسیح نے ارشاد فرمایا کہ:

" یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہر گز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہوجائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا۔ اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو ان پر عمل کرے گا۔ اور ان کی تعلیم دے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائیگا۔

(انجیل، متی ۵،آیت ۱۷ تا ۱۹)۔

سیدنا عیسیٰ مسیح نے جہاں سابقہ کتابوں کیو غیر منسوخ اور غیر متروک قرار دیا ہے۔ وہاں اپنے لاتبدیل انجیلی کلام الہیٰ کو بھی اٹل اور بے تبدیل قرار دیا ہے کہ:

"آسمان اور زمین ٹل جائیں گے۔ لیکن میری (انجیلی) باتیں ہر گز نہ ٹلیں گی(انجیل ، متی ۲۴،آیت ۳۵)۔

" کیونکہ میں نے کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا۔ بلکہ باپ (خدا) جس نے مجھے بھیجا ہے اسی نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ کیا کہوں اور کیا بولوں اور میں جانتا ہوں کہ اس کا حکم ہمیشہ کی زندگی ہے۔ پس جو کچھ میں کہتاہوں۔ جس طرح باپ(خدا) نے مجھے فرمایا ہے ۔ اسی طرح کہتاہوں (یوحنا ۱۲،آیت ۴۹تا ۵۰)۔

" جو مجھ سے محبت نہیں رکھتا۔ وہ میرے کلام پر عمل نہیں کرتا۔ اور جو کلام تم سنتے ہو وہ میرا نہیں بلکہ باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔"

(انجیل، یوحنا ۱۴،آیت ۲۴)

" اے قدوس باپ-------"(انجیل، یوحنا ۱۷،آیت ۱۱)۔

" میں نے تیرا کلام انہیں (یعنی شاگردوں کو) پہنچادیا۔(انجیل، یوحنا ۱۷،آیت ۱۴)۔

پطرس رسول نے کلیسیا کے نام ایک خط لکھا ہے کہ:

"خداوند کا کلام ابد تک قائم رہے گا۔"(۱۔ پطرس ۱،آیت ۲۵)۔

دنیا میں ایک کے بعد دوسرا نبی آتا رہا۔ لیکن کبھی کسی لاحق نبی نے کسی سابقہ نبی کے کلام الہیٰ کو یا سابقہ انبیاء کی نبوت کو منسوخ یا فاسد قرار نہیں دیا۔ اگر خدا تعالیٰ ہر نبی کے آنے پر سابقہ الہام و نبوت کو فاسد اور منسوخ قرار دیتا تو خدا کے وعدہ وحید کا اعتبار دنیا سے اٹھ جاتا۔ انجیل مقدس اور قرآن شریف دونوں ہی سابقہ الہامی کتابوں کے مصدق نظر آتے ہیں۔ اور وہ لاتبدیل خدا کے کلام الہیٰ کو بھی لاتبدیل قرار دیتے ہیں۔ لیکن " انجیل برنباس" وہ کتاب ہے ۔ جو تمام سابقہ کتابوں کو اور سابقہ انبیاء کی نبوت کو فاسد اور منسوخ قرار دیتی ہے۔ پس یہ جعلی " انجیل برنباس" ہر گز ہر گز قبولیت کے لائق نہیں ہے۔اور جو لوگ اس کو مسلمانوں اور مسیحیوں کے لئے مفید قرار دیتے ہیں۔ وہ سخت غلط فہمی کا شکار ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے فیصلوں پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

یحرُفونَ الکلمہَ

یہودی لوگ حضور ﷺ کے زمانہ میں قرآن مجید کے بعض الفاظ کا تلفظ بگاڑ کر پڑھا کرتے تھے۔ مسلم مفسرین کے بیان کے مطابق وہ لفظ رَاعِنَاَ کو زبان مروڑ کر رَاعینَاَ پڑھتے تھے۔ سو حکم ہوا کہ رَاعِنَاَ نہ کہا کرو۔ بلکہ اس کی جگہ اَنظرِ نَاَ پڑھا کرو۔ (سورۃ بقرہ ۱۰۴)۔

اسی طرح لفظ حِطۃَ (بمعنی مغفرت) کو یہودی لوگ حِبتَ (بمعنی گیہوں) پڑھتے تھے (سورۃ اعراف ۱۶۱)۔ چنانچہ یہودی جن جن الفاظ کو بدل ڈالتے تھے وہ خود قرآن مجید ہی کے الفاظ ہیں۔ جن کی بابت فرمایا۔ یحرِفُونَ الکلمِہَ یعنی یہودی بدل ڈالتے ہیں قرآن مجید کے الفاظ کو۔ (سورۃ نساء ۴۶)۔

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور

۴ مارچ ۱۹۷۶ء صفحہ نمبر ۸ کالم نمبر ۱ میں جناب حافظ محمد امین تحریر فرماتے ہیں کہ:

" قرآن کریم کے پہلے پارے میں سورۃ البقرہ نمبر ۱۰۴ میں ایمانداروں کو خطاب کیا گیا ہے اور ایسے الفاظ کو ترک کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ جس کے اندر یہ خرابی تھی کہ اگر زبان موڑ کر اور منہ دبا کر اس کو ادا کیا جائے تو اس کے ایسے معنی برآمد ہوں۔ جس میں مخاطب کی شان میں گستاخی پائی جائے اور اللہ کو یہ کسی طرح گوارہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی شان میں دانستہ یا نادانستہ گستاخی کی جائے۔ چنانچہ ایسے لفظ کو سرے سے ممنوع قرار دے دیا گیا۔ اس لفظ کا ہم معنی لفظ "انظرِ نَاَ" استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ۔۔۔۔ صحابہ کرام بعض اوقات کسی بات کی وضاحت کے لئے رَاعِناَ کہہ بیٹھے۔ اب اللہ کریم نے ایمانداروں کو مخاطب کرکے اس عمل سے روک دیا اور اس کی جگہ " انظرِ نَاَ" استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی (حافظ محمد امین)۔

اہل اسلام دوستوں کی قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف یہ اجتہادی غلطی ہے کہ وہ اس آیت مذکورہ سورۃ نساء ۴۶، آیت یحرُفوُنَ الکلمہَ کو سامنے رکھ کر مسیحیوں پر انجیل مقدس یا بائبل مقدس میں ردوبدل یا تحریف کا الزام لگاتے ہیں۔

کیا خدا تعالیٰ اپنے کلام کے تحفظ کے لئے ایسے راستباز اور ایماندار اشخاص پیدا نہیں کرسکتا؟ جو لاتبدیل خدا کے لاتبدیل کلام کو دل سے پیار کریں۔ اور اس کا تحفظ کریں؟

سیدنا مسیح نے فرمایا:

" جو انسان سے نہیں ہوسکتا۔ وہ خدا سے ہوسکتا ہے۔(انجیل، لوقا ۱۸، آیت ۲۷)۔

" خدا سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔" (انجیل، متی ۱۹، آیت ۲۶)۔

چنانچہ خدا تعالیٰ اپنے کلامِ پاک کے تحفظ کے لئے ہمیشہ سب کچھ کرتا رہا ہے۔ اور بائبل مقدس جس کی بابت خدا نے ہمیشہ یہ اعلان کیا کہ میرا کلام ابد تک قائم رہے گا۔ اس کو اس نے ہمیشہ مخالفین اور شیطانی قوتوں کے دست بُردے محفوظ رکھا ہے ۔ میں آپ کو بائبل مقدس کے تاریخی واقعات اور صحتِ قرآن مجید کے ابتدائی تاریخی واقعات کی طویل بحث میں نہیں ڈالنا چاہتا ۔ لیکن میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے تحفظ کے لئے اہل اسلام میں سامانِ تحفظ پیدا کررکھے ہیں تو یاد رکھئیے گا۔ بائبل مقدس کے تحفظ کے لئے خدائے قادر نے ابتدائے عالم سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھا۔ کیونکہ خدا لاتبدیل ہے(ملاکی ۳، آیت ۶)۔ اور اس کا کلام بھی لاتبدیل اور ابد تک قائم ہے۔" (زبور ۱۱۹، آیت ۸۹)۔

سیدنا مسیح نے فرمایا ہے کہ:

" آسمان اور زمین ٹل جائیں گے۔ لیکن میری (انجیلی) باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی۔"

انجیل برنباس میں جھوٹی قسمیں

مولف " انجیل برنباس" اپنی مفروضہ باتوں کی یقین دہانی کے لئے بارہا اللہ کی جان کی قسمیں کھاتا ہے کہ حتیٰ کہ اس نے ٦٦ بار سے بھی زیادہ قسمیں تحریر کی ہیں۔مثلاً فصل ٢٠٧ میں ۴ بار قسم کھاتا ہے۔

" قسم ہے اللہ کی جان کی، قسم ہے اللہ کی جان کی۔"

نیز پڑھئیے سورة ٧٥، ٨٥، ٨٦، ٨٩، ٩٥۔

قسم کھانے کی تعلیم قرآن مجید میں موجود ہے۔ لیکن مسیح نے قسم کھانے سے منع کیا ہے۔

انجیل برنباس کے آخری حصہ میں تو اس نے بار بار قسموں کی بھرمار کردی ہے۔ بلکہ اس نے حضور سیدنا مسیح کو بھی اللہ کی جان کی قسمیں کھانے والا شخص ثابت کرنے کی غلط حرکت کی ہے۔ حالانکہ قسم کھانے کے بارے میں سیدنا مسیح کی تعلیم یہ ہے کہ:

" پھر تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا۔ کہ جھوٹی قسم نہ کھانا۔ بلکہ اپنی قسمیں خداوند کے لئے پوری کرنا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا ۔ نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے۔ نہ زمین کی کیونکہ وہ اس کے پاؤں کی چوکی ہے۔ نہ یروشلیم کی کیوں کہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے۔ نہ اپنے سر کی قسم کھانا۔ کیونکہ تو ایک بال بھی سفید یا کالا نہیں کرسکتا۔ بلکہ تمہارا کلام ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو۔ کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے۔ وہ بدی سے ہے۔(انجیل، متی ۵،آیت ٣٣تا ٣٧)۔

سیدنا مسیح نے قسم کھانے سے منع کیا ہے ۔ چنانچہ انجیل مقدس کا بغور مطالعہ کرکے دیکھیں کہ کسی جگہ بھی جناب مسیح مصلوب کے شاگردوں نے انجیل مقدس کی تبلیغ اور صداقت کے اثبات اور یقین دہانی کی غرض سے اللہ کی جان کی قسم ، نہیں کھائی۔ اگر یہ برنباس واقعی شاگردوں میں شمار ہوتا تو وہ بھی یقیناً دوسرے شاگردوں کی طرح " اللہ کی جان کی قسم "کھانے سے پرہیز وگریز کرتا۔ لیکن جو شخص چور بن کر، بلااجازت پوپ سکٹس پنجم کے کتب کھانے سے دیدہ دانستہ کتاب چوری کرسکتا ہے۔ اس کے لئے اللہ کی جان کی جھوٹی قسم کھانا یا جعلی انجیل لکھ دینا کوئی عجیب بات نہیں۔ پھر اس جعلی انجیل کو راست ثابت کرنے کے لئے" مضحکہ خیز لطیفہ پیش کرنا کوئی مضائقہ نہیں کہ " فرامر نیو راہب تھا۔" اور وہ پوپ کا مقربِ خاص تھا۔ اگر واقعی فرامر نیو راہب تھا ۔ اور پوپ کا مقربِ خاص تھا۔ تو پھر بھلا اس راہب اور ایک اچھے پرہیز گار مقرب دوست کو" انجیل برنباس' مطالعہ کے لئے بخوشی دے سکتا تھا۔ واقعی ایک مجرم کو اپنا جرم چھپانے کے لئے کئی قسم کے مزید جرم اور جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ کیونکہ اس کتاب کا مالک پوپ سکٹس پنجم تو اس کتاب کو پڑھ کر مشرف بہ اسلام نہ ہوا۔ اور نہ کسی دوسرے شخص نے بعد از مطالعہ اسلام قبول کیا ۔ لیکن ایک " کتاب چور" فرامر نیو مشکوک راہب ، بعد از مطالعہ مشرب بہ اسلام ہوگیا۔ آج بھی کئی مسیحیوں نے مسلمانوں کی شائع کردہ یہ " انجیل برنباس" خرید رکھی ہے۔ لیکن سننے میں نہیں آیا۔ کہ کوئی شخص بعد از مطالعہ مشرف بہ اسلام ہوا ہے۔

مینڈھا ذبیحہ

انجیل برنباس کے مولف نے ایک یہ مفروضہ بھی تحریر کیا ہے کہ:

"پس فرشتہ جبرائیل نے جواب دیا کہ اے یسوع اٹھ بیٹھ اور ابراہیم کو یاد کر جس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اکلوتا بیٹا اسماعیل خدا کی جناب میں قربانی کے طور پر پیش کرے۔ تاکہ خدا کا فرمان پورا ہوا۔ پس جبکہ چھری نے اس کے بیٹے کو ذبح کرنے کی قوت نہ پائی تو اس(ابراہیم) نے میرے کہنے پر عمل کرکے ایک مینڈھا پیش کیا۔"(انجیل برنباس فصل ۱۳/ ۱۴)۔

ایسے صریحاً الفاظ میں تو قرآن مجید کے جبرائیل فرشتہ نے بھی حضرت اسماعیل کی قربانی کی بابت وضاحت نہیں فرمائی۔ لہذا انجیل برنباس کے جبرائیل فرشتہ کی پیش کردہ حضرت اسماعیل کی قربانی کی خبر قرآن مجید کی پیش کردہ تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔" انجیل برنباس " کے جبرائیل کا کہنا ہے کہ:

" اس ابراہیم نے میرے کہنے پر عمل کرکے مینڈھا پیش کیا۔"

" لہذا اے خدا کے خادم یسوع تجھ پر بھی یہی کرنالازم ہے۔"

" پس اس وقت فرشتہ جبرائیل نے یسوع کو ایک مینڈھے کا پتہ دیا۔ اور یسوع نے اس کو ذبیحہ (قربانی) کے طور پر پیش کیا، اس حالت میں کہ وہ خدا کی حمد اور تسبیح کررہا تھا۔ (انجیل برنباس فصل ۱۳ / ۱۹،۱۶)

جناب مسیح کے کسی رسول نے انجیل مقدس میں یہ بات قلمبند نہیں کی۔ کہ جناب مسیح نے کسی جبرائیل کے کہنے پر کوئی مینڈھا ذبیحہ کے طور پر پیش کیا تھا۔ یا اس نے اپنے رسولوں کو ذبیحہ کا حکم دیا تھا۔

یہ جبرائیل بھی عجیب ہے جو اپنے طور پر بزرگ ابراہیم اور یسوع (عیسیٰ) کو مینڈھے پیش کرتا ہے۔لیکن مسیحی دنیا ازروئے انجیل مقدس یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ جناب مسیح ابن اللہ تجسم و تولد کا اولین مقصد حیات یہ تھا کہ وہ ساری دنیا کے گناہوں کے بدلے اپنی جان کا فدیہ دے اور قربانی اور کفارہ کے لئے مصلوب ہو۔ کیونکہ فی الحقیقت وہ خدا کا برہ تھا۔ ایک بے عیب اور بے داغ برہ۔ جس نے کسی بکرے یا مینڈھے کو نہ اپنے لئے نہ دوسروں کے لئے ذبیحہ کے طور پر پیش کیا۔ بلکہ اپنے آپ کو ہمارے لئے بطور ذبیحہ مصلوب کردیا۔ پطرس رسول کی گواہی یہ ہے کہ:

" تمہاری خلاصی فانی چیزوں یعنی سونے چاندی کے ذریعے سے نہیں ہوئی بلکہ ایک بے عیب اور بے داغ برے یعنی مسیح کے بیش قیمت خون سے۔"(۱۔پطرس ۱۔آیت ۱۸ تا ۱۹)۔

سیدنا مسیح کے پیشتر و بزرگ یوحنا (یحییٰ) نبی نے جب سیدنا مسیح کو دیکھا تو اس کے حق میں پکار کرکہا کہ:

" دیکھو یہ خدا کا برہ ہے۔

جو دنیا کے گناہ اٹھالے جاتا ہے۔"(انجیل یوحنا ۱،آیت ۲۹)۔

برہ کے معنی ہیں قربانی کا مینڈھا۔ بزرگ یحییٰ نبی نے گواہی دی کہ یسوع خدا کا برہ ہے۔چنانچہ سیدنا مسیح نے قبل ازوقت مصلوب بار بار پیش گوئی فرمائی کہ:

" (یسوع) ابن آدم سردار کاہنوں اور فقیہوں کے حوالہ کیا جائے گا۔ اور وہ اس کے قتل کا حکم دیں گے اور اسے غیر قوموں کے حوالہ کریں گے۔ تاکہ وہ اسے ٹھٹھوں میں اڑائیں اور کوڑے ماریں اور صلیب پر چڑھائیں اور وہ تیسرے دن زندہ کیا جائے گا۔" (انجیل ،متی ۲۰،آیت ۱۸ تا ۱۹)۔

" یہ میرا وہ عہد کا خون ہے۔ جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتاہے۔"(انجیل، متی ۲۶، آیت ۲۸)۔

" ابن آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے۔ اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے میں فدیہ میں دے۔(انجیل، متی ۲۰، آیت ۲۸)۔

" اچھا چرواہا میں ہوں۔
اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔
اور میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتاہوں ۔(انجیل، یوحنا ۱۰، آیت ۱۱ تا ۱۵)۔

"اس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا۔
کہ اپنی جان اپنے دوستوں کے لئے دے دے ۔(انجیل ، یوحنا رکوع ۱۵ ،آیت ۱۳)۔

ناظرین اس کی صلیبی موت سے ظاہر ہوتاہے کہ وہ خدا کا بے عیب برہ ہے۔ جو ذبح کیا گیا۔

انجیلِ مقدس میں یہ بھی لکھاہے کہ :

" ہم یسوع مسیح کے جسم کے ایک ہی بار قربان ہونے کے وسیلے سے پاک کئے گئے ہیں۔" (خط عبرانیوں ۱۰ ،آیت ۱۰)۔

" مسیح جب مردوں میں سے جی اٹھا ہے تو پھر نہیں مرنے کا موت کا پھر اس پر اختیار نہیں ہونے کا۔" (خط رومیوں ۶ ،آیت ۹)۔

قتلِ انبیاء

یہ ایک قدرتی امر ہے کہ تمام لوگوں کو ہمیشہ قاتل سے نفرت اور بے گناہ مقتول سے ہمدردی ہوتی ہے۔ کیونکہ قاتل کو ظالم اور مقتول کو مظلوم قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ بائبل مقدس یعنی کتاب اللہ اور قرآن مجید دونوں اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے پاک نبیوں اور مقدس رسولوں کے قدر دان اور ہمدرد ہیں۔ قرآن مجید میں لکھاہے کہ :

" جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ۔ ان کو مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں ۔ لیکن تم کو خبر نہیں۔" (سورۃ البقرۃ ۱۵۴)۔

" جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں۔ ان کو مردے نہ سمجھو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔" (آل عمران ۱۶۹)

مقدس انبیاء اور مرسلین جنہوں نے کلام اللہ کی تبلیغ وبشارت میں سخت اذیتیں اور قید کی سختیاں برداشت کیں اور مخالفین خدا کے ہاتھوں اپنی جانیں قربان اور شہید کردیں۔ بارگاہِ ایزدی میں ان کا مقام بڑا بلند وبالا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں متعدد جگہ عیسیٰ المسیح اور کئی دوسرے نبیوں کے قتل کا ذکر آیا ہے۔ مثلاً

۱ ۔ جب کوئی رسول ان کے پاس ایسی بات لایا۔ جو انہیں ناپسند تھی۔ انہوں نے بہتوں کو جھٹلایا اور بہتوں کو قتل کیا۔" (المائدہ ۷۰)

۲۔" اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے اور لوگوں میں سے ان کو قتل کرتے ہیں۔ جو انصاف کرنے کو کہتے ہیں۔"(آل عمران ۲۱)۔

۳۔ اور نبیوں کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔"(آل عمران ۱۱۲)۔

۴۔ اور ان کا نبیوں کا ناحق قتل کرنا۔"(آل عمران ۱۸۱)۔

۵۔ اور ناحق پیغمبروں کا خون کرنے کے سبب۔" (سورۃ النساء ۱۵۵)۔

۶۔ان یہودیوں کے اس قول کے سبب کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کردیا۔ حالانکہ نہ (انہوں نے) اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی پر چڑھایا۔"

(النساء ۱۵۷)۔

۷۔ ناحق نبیوں کو قتل کیا کرتے تھے۔"(سورۃ البقرہ ۶۱)۔

نبیوں اور پیغمبروں کے قتل کی ظالمانہ حرکتوں کا ارشاد زیادہ تر یہودیوں کی طرف ہے۔ لیکن قرآن مجید میں یہ ذکر نہیں آیا کہ مقدس رسولوں اور نبیوں کا قتل کیا جانا، مصلوب کیا جانا، سنگسار اور شہید کیا جانا ، ان کی تذلیل و توہین اور تحقیر میں شامل ہے۔ لہذا جناب عیسیٰ المسیح مصلوب ومقتول کے بارے میں بھی توہین وتحقیر آمیز الفاظ زبان پر لانا ازروئے قرآن مجید بائبل مقدس سخت غلطی ہے۔ جناب مسیح مصلوب نے فریسیوں کوجو موسوی شرع کے عالم تھے۔ قتل انبیاء کے بارے میں فرمایا کہ :

" تم پر افسوس !کہ تم تو نبیوں کی قبروں کو بناتے ہو اور تمہارے باپ دادا نے ان کو قتل کیا تھا۔ پس تم گواہ ہو اور اپنے باپ دادا کے کاموں کو پسند کرتے ہو۔ کیونکہ انہوں نے تو ان کو قتل کیا تھا۔ اور تم ان کی قبریں بناتے ہو۔ اسی لئے خدا کی حکمت نے کہا ہے کہ میں نبیوں اور رسولوں کو ان کے پاس بھیجوں گی۔ وہ ان میں سے بعض کو قتل کریں گے اور بعض کو ستائیں گے۔ تاکہ سب نبیوں کے خون کی جو بنائے عالم سے بہایا گیا۔ اس زمانہ کے لوگوں سے باز پرس کیجائے۔

(انجیل،لوقا ۱۱ ،آیت ۴۷تا ۵۰)۔

دیکھئے سیدنا مسیح مصلوب نے بھی سابقہ انبیاء کے قتل کو ان کی توہین و تحقیر قرار نہیں دیا۔ چنانچہ عالمگیر جامع کلیسیاء اپنے مقدس مسیحی شہیدوں اور رسولوں کی یاد میں یہ الفاظ ہمیشہ دہرانی ہے کہ : مسیحی شہیدوں کا خون کلیسیاء کا بیج ہے۔"

اور" یسوع کا خون ہمیں تمام گناہ سے پاک کرتاہے۔"(خط ۱ یوحنا ۱ ۔آیت ۷)۔

شہادت القرآن

ایک قادیانی بنام مولوی مبارک علی سیالکوٹی کے رسالہ " جواب باصواب" کے جواب میں مولوی ابراہیم میر مرحوم سیالکوٹی نے ایک رسالہ بنام" شہادت القرآن " شائع کیا تھا۔ جس میں مسیح مصلوب کے بارے میں زیر بحث سورۃ النساء ۱۵۷ آیت

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَـكِن شُبِّهَ لَهُمْ

کے متعلق میر صاحب لکھتے ہیں کہ :

اول۔ اگر نفی قتل کو مفعول پر مقصود رکھیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ اور نہ اس کو صلیب پر چڑھایا اس کے خلاف یہ ہوگا کہ کسی اور کو صلیب پر چڑھایا اور قتل کیا۔

دوم۔ اگر نفی قتل کو فاعل پر مقصود رکھیں تو معنی یہ ہوں گے کہ مسیح کو یہود نے قتل نہیں کیا۔ اور نہ اس کو صلیب پر چڑھایا ۔ اس کے خلاف یہ ہوگا کہ یہود کے سوا کسی اور نے مارا۔

سوم۔ اگر نفی کو افعال مذکور پر مقصود کریں تو معنی یہ ہوں گے کہ مسیح کو یہود نے قتل نہیں کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا۔ کسی اور طرح سے مر گیا۔"

(شہادت القرآن صفحہ ۶۴)۔

آگے چل کر میر صاحب لکھتے ہیں کہ " اس آیت کے مفہوم میں اختلاف کی وجہ سے لوگ کہیں گے کہ قرآن مجید کے مضامین میں اتفاق رائے نہیں۔"

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اہل اسلام دوست اگر ہمارے خداوند مسیح مصلوب کے حالات زندگی کے متعلق ہمارے سیدنا مسیح کے انجیلی کلام الہیٰ سے ہدایت وراہنمائی حاصل کریں تو مسیح مصلوب کے بارے میں ان کی تمام الجھنیں ،مشکلات وشبہات دور ہوسکتے ہیں

کیونکہ جس طرح آنحضرت ﷺ کی عظمت اور صداقتوں کو صرف اور صرف قرآن مجید کی روشنی میں تلاش کرنا واجب او رمناسب ہے۔ اسی طرح مسیح مصلوب کے واقعات صلیب اورحالاتِ زندگی کی تاریخی صداقتوں اور آسمانی جلال کو صرف انجیل مقدس کی رہنمائی میں ہی تلاش کرنا واجب اور مناسب ہوگا۔

اہل اسلام ازراہ ہمدردی اور غلطی کہا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے المسیح کو مصلوب ومقتول ہونے کی توہین وتحقیر اور تذلیل سے بچا کرآسمان پر زندہ اٹھالیا۔ حالانکہ قرآن مجید نے قتل انبیاء کو توہین انبیاء ہر گز قرار نہیں دیا۔ البتہ مسیح مصلوب کی توہین وتحقیر تب ہوسکتی تھی۔ اگروہ اپنے دعویٰ کے خلاف مصلوب ہونے کے بعد تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھنے کی قدرت اور رفع آسمانی کے بے مثل کمال سے محروم رہ گئے ہوتے۔ یا قیامت کی نشانی بن کر صعودِ آسمانی کے جلال اور حقیقی معراج میں ناکام ہوجاتے۔ انجیل مقدس میں یوں لکھا ہے کہ :

"یسوع (عیسیٰ) کو موت کادکھ سہنے کے سبب سے جلال اور عزت کا تاج اسے پہنایا گیا ہے۔ تاکہ خدا کے فضل سے وہ ہر ایک آدمی کے لئے موت کا مزہ چکھے۔"(خط عبرانیوں ۲،آیت ۹)۔

جنابِ مسیح کی صلیب اس کی بادشاہی کا تخت ہے۔ کیونکہ بعد از مصلوب مردوں میں سے جی اٹھنے کی قدرت کے سبب خدا تعالیٰ نے اس کو جلال اور عزت کا تاج پہنایا اور وہ خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا ہے۔

اور ایمان کے بانی اور کامل کرانے والے یسوع کو تکتے رہیں۔ جس نے اس خوشی کے لئے جو اس کی نظروں کے سامنے تھی، شرمندگی کی پروانہ کرکے صلیب کا دکھ سہا اور خدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا۔" (خط عبرانیوں ۱۲ ،آیت ۲)۔

ارشاد مسیح مصلوب یہ ہے کہ :

" اور (میں) تیسرے دن کمال کو پہنچوں گا۔"(انجیل ، لوقا ۱۳ ،آیت ۳۲)۔

پس جناب مسیح مصلوب ہمارے لئے کس قدر عظیم اور مایہ ناز باعث فخر ہستی ہیں بلکہ جس قدر بھی ہم ان پر فخر کریں وہ تھوڑا ہے۔ درحقیقت شان مسیحا یہ ہے کہ " المسیح" مصلوب ومقتول ہوئے ۔ صلیب 1* پر مرگئے ۔ قبر میں دفنائے گئے ۔ لیکن تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھنے کے کمال کو پہنچے اور اپنے شاگردوں سے ۴۰ دن تک دیدار کلام کے بعد ان کے دیکھتے دیکھتے آسمان پر زندہ اٹھائے گئے اور اب زندہ مسیح کی آمد ثانی کا مسیحیوں اور مسلمانوں کو دن رات انتظار ہے۔

اور یہ بات بھی کس قدر شان مسیحا اور ذاتِ خداوندی کے خلاف مضحکہ خیز ہے۔ کہ اس نے اپنے جادو سے یہودا کو یا کسی اور شخص کو مسیح کا ہم شکل بنا کر مصلوب کروادیا۔ اور خدا نے اپنے مسیح کو بچانے کے لئے یوں ایک دھوکا کیا۔ لیکن یاد رکھئیے کہ ذات الہیٰ پر ایسی دھوکا دہی کا الزام وبہتان باندھنا خدا کے حضور ناقابل مواخذہ غلطی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ دھوکا باز نہیں۔

خدا تعالیٰ نے گنہگاروں کے کفارہ اور نجات کی خاطر مسیح مصلوب کی صلیبی موت کے معاملہ میں جو کچھ کیا وہ ہزارہا چشم دید گواہوں کے روبرو کیا۔ اس نے کوئی کام پوشیدگی میں نہیں کیا۔ تاکہ مسیح مصلوب کی قدرت کے وسیلہ سے خدا کے بیٹے کا جلال ظاہر ہو اور خدا کے بیٹے کا جلال سے خدا کی محبت کا جلال ظاہر ہو اور خدا کے بیٹے کی صلیبی کمالات سے خدا کی محبت کے کمالات ظاہر ہوں۔

1*شریعت میں کسی مقتول بذریعہ پھانسی کوملعون قرار دینے کے لئے گناہ" ایک لازمی شرط ہے۔ لیکن شریعت ایک بے گناہ مقتول بذریعہ پھانسی کوملعون ہر گز قرار نہیں دے سکتی لکھا ہے :

" اور اگر کسی نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور تو اسے مار کر درخت سے ٹانگ دے ، کیونکہ جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے۔"(استثنا ۲۱ ،آیت ۲۲تا۲۳۔)

لیکن اگر مصلوب مقتول بے گناہ ہے تو پھر ایک بے گناہ کو ملعون قرار دینا اسے مصلوب کرنا شریعت کے خلاف کبیرہ گناہ ہے۔

مقامِ عیسیٰ " المسیح"

قرآن مجید اعلانیہ بار بار عیسیٰ ابن مریم کو " المسیح" تسلیم کرتا ہے ۔ لیکن جعلی " انجیل برنباس " قرآن مجید کے اس دعویٰ کی تردید کرتی ہے۔

" کہ مسیا داؤد کی نسل سے آئے گا۔"

(جیسا کہ اس کے نہایت خاص شاگرد نے ہم سے کہا ہے۔)

" بلکہ وہ کہتا ہے کہ در حقیقت وہ مسیا اسماعیل کی نسل سے آئے گا۔"

(انجیل برنباس فصل ۱۴۶/ ۱۷، ۱۹۱/ ۵)

" یسوع نے جواب دیا۔ اللہ کی جان کی قسم ہے ۔ جس کے حضور میں میری جان استادہ ہو گی۔ کہ در حقیقت میں مسیا نہیں ہوں جس کا کہ تمام زمین کے قبیلے انتظار کرتے ہیں۔(انجیل برنباس فصل ۹۶/ ۸)۔

ازروئے انجیل مقدس اور قرآن مجید ، مسیحی اور مسلمان تو عیسیٰ ابن مریم کو" المسیح" مانتے ہیں۔ لیکن یہودیوں کی طرح " انجیل برنباس" کا مولف نہ تو یسوع کو" المسیح " مانتا ہے۔ اور نہ بزرگ یحییٰ بن ذکریا کو نبی تسلیم کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی کتاب میں بزرگ یحییٰ نبی کے متعلق مکمل خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ حالانکہ وہ سیدنا مسیح کا پیشرو اور اس کی آمد کی خوشخبری کی منادی کرنے والا ایک خاص پیغمبر تھا۔(انجیل ، مرقس ۱ ،آیت ۲)۔

جو حق بات کی خاطر شہید ہو گیا تھا۔(انجیل ، متی ۱۴ ،آیت ۱ تا ۱۲)۔

چنانچہ مولف کتاب برنباس آنحضرت ﷺ کو " المسیح" ثابت کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بات قرآن مجید کی تعلیم اوراہل اسلام دوستوں کے عقیدہ کے صریحاً خلاف ہے۔ کیا میرے مسلمان دوست ایسی جعلی کتاب "انجیل برنباس" کو سینے سے لگائیں گے ۔ جو آنحضرت ﷺ کے بارے میں بھی خلاف قرآن مجید غیر مصدقہ اور مفروضہ باتیں پیش کرتی ہے؟

اہل اسلام دوست احترام انبیاء پر بڑا زور دیتے ہیں کہ انبیاء کرام کا نام لیتے وقت حضرت کالفظ ضرور استعمال کریں۔ حالانکہ کسی الہامی کتاب میں ایسا کوئی حکم موجود نہیں۔ انبیاء کرام تو خود بلحاظ شانِ نبوت بڑے قابل احترام ہستی ہیں۔ان کے لئے حضرت کے لفظ کی اضافت کوئی عظمت کی ڈگری نہیں۔ کیونکہ ہمارے ادھر ہر روز ان اچھے اور برے لوگوں کے لئے بھی " حضرت" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جو نہ نبی ہیں نہ رسول ۔ میرے خیال میں انبیاء کرام کے نام کے ساتھ اگر" بزرگ" کا لفظ استعمال کیا جائے تو یہ بڑا مخصوص اور موزوں لفظ ہے۔ لیکن ابن مریم کا اصلی نام تو" یسوع" یا عیسیٰ" ہے۔ جس کے معنی ہیں نجات دینے والا۔ لیکن " مسیح " کا لفظ اس کے لئے ایک بڑا عظیم لقب ہے جو سب سے بڑے نبی کے لئے مخصوص ہے۔ اس لئے مسیحی لوگ ابن مریم کے لئے بہ مطابق انجیل مقدس حضرت کی بجائے" مسیح" کا لقب استعمال کرتے ہیں۔

" مسیح " کے معنی ہیں خدا کی طرف سے مسح یا مخصوص کیا ہوا۔ اور وعدہ کیا ہوا وہ خاص نبی جس کی آمد کا خدا نے الہامی کتابوں میں ہزارہا سال پیشتر وعدہ فرمایا تھا۔ اس لئے انجیل کے مطابق جب مسیحی لوگ" یسوع" ابن مریم کے لئے" مسیح" خداوند کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو یوں سمجھ لیجئے کہ یہ " مسیح" کا لفظ حضرت کے لفظ کے مقابلہ میں بڑی عظمت والا آسمانی لفظ ہے۔ پھر انجیل مقدس کے مطابق مسیحی لوگ اس کے لئے "خداوند" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جو اس کی شان الوہیت سے متعلق ہے۔ کیونکہ انجیل میں لکھا ہے کہ :

" اسی واسطے خدا نے بھی اسے بہت سر بلند کیا۔ اور اسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے۔ تا کہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹکے۔ خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینو کا ۔ خواہ ان کا جو زمین کے نیچے ہیں۔ اور خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے ۔(انجیل ، خط فلپیوں ۲ ،آیت ۹ تا ۱۱)۔

مسیح خداوند نے اپنے شاگردوں کو فرمایا کہ:

" تم مجھے استاد اور خداوند کہتے ہو اور خوب کہتے ہو کیونکہ میں ہوں۔(انجیل، یوحنا ۱۳، آیت ۱۳)۔

نماز، روزہ صدقہ اور حج

مولف "انجیل برنباس" ، نماز، روزہ، صدقہ اور حج پر بہت زور دیتا ہے۔ حالانکہ خداوند مسیح یسوع نے نجات کے لئے رسوماتی شریعت کی تعمیل سے زیادہ اپنی ذات کی دنیا کی نجات کاواحد وسیلہ قرار دیا ہے۔ اور ظاہرداری کے مقابلہ میں باطنی پاکیزگی پر زور دیا۔ لیکن " انجیل برنباس" کی رسوماتی شریعت ملاحظہ فرمائیں۔

وضو: شاگرد نماز کے لئے وضو کررہے تھے۔(انجیل برنباس فصل ۹۲/ ۱۳)۔

نماز فجر: جبکہ ہر رات کو پہلا ستارہ نمودار ہو۔ اس وقت اللہ کے لئے نماز ادا کی جائے (انجیل برنباس فصل ۱۰۰/ ۴)۔

یسوع نے جواب میں کہا ۔ تحقیق اب ہمارے فجر کی نماز پڑھنے کا وقت آگیا ہے۔(انجیل برنباس فصل ۸۹/ ۲۰)۔

ظہر کی نماز: اور ظہر کے بعد جب یسوع کے ساتھ کھانا کھایا۔"
(انجیل برنباس فصل ۱۱۳/ ۲، ۱۱/۲۲۱)

شام کی نماز: یسوع نے جواب دیا۔ نماز کا وقت نزدیک آگیا ہے۔ پس جب شام کی نماز تمام ہو گی۔ میں تم کومثالوں کے معنی سمجھاؤں گا۔" (انجیل برنباس فصل ۱۳۳/ ۲)۔

رات کی نماز: اور رات کی نماز کے بعد شاگرد یسوع کے قریب آبیٹھے۔"
(انجیل برنباس فصل ۱۳۱/ ۱)۔

نماز جمعہ: پس جب کہ جمعہ کی صبح ہوئی یسوع نے اپنے شاگردوں کو سویرے ہی نماز کے بعد جمع کیا۔" (انجیل برنباس فصل ۱۲۳/ ۱)۔

نماز کے لئے کھڑے ہونا: اور اسی اثنا میں کہ یہ سب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔" (انجیل برنباس فصل ۳۲۱/ ۱۱)۔

" اور یسوع گھر سے نکل کر باغ کی طرف مڑا تاکہ نماز ادا کرے ۔ جب وہ اپنے دونوں گھٹنوں پر بیٹھا۔ ایک سو مرتبہ اپنے منہ کو نماز میں اپنی عادت کےموافق خاک آلودہ کرتا ہوا۔" (انجیل برنباس ۲۱۴/ ۱)۔

نماز کی تعریف: اس لئے کہ انسان ہر ایک برے کلمہ میں خطا کرتاہے۔ اورہمارا اللہ اس کے گناہوں کو نماز کے ذریعہ سے محو کردیتا ہے۔ اس لئے کہ نماز ہی نفس کی شفیع ہے۔

نماز ہی نفس کی دوا ہے۔ نماز ہی دل کی حفاظت ہے۔ نماز ہی ایمان کا ہتھیار ہے۔ نماز ہی جس کی لگام ہے۔ نماز ہی بدن کا وہ نمک ہے جو کہ اس کو گناہ کے سبب سے بگڑنے نہیں دیتا۔ میں تم کو بتاتا ہوں کہ نماز ہی ہماری حیات کے وہ دو ہاتھ ہیں ۔ جن کے ذریعہ سے نمازی قیامت کے دن میں اپنے آپ کو بچائے گا۔"(انجیل برنباس ۱۱۹/ ۱۰ تا ۱۷)

حج: اسی لئے شیطان یہ کوشش نہیں کرتا کہ وہ روزے، نماز، خیرات اور حج کو مٹادے۔"(انجیل برنباس ۹۰/ ۱۰)۔

روزہ: فصل نمبر ۱۱۰ میں خاص طور پرروزہ پرزور دیا گیا ہے۔

" تحقیق روزہ اور وحی بیداری دونوں باہم لازم ملزم ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ایک بیداری کو باطل کردے تومعاًروزہ بھی باطل ہوجائے گا۔"

" اس لئے کہ انسان گناہ کرکے نفس کے روزہ کو باطل کرتا اور اللہ سے غافل ہوجاتا ہے۔" (انجیل برنباس فصل ۱۱۰/ ۱۷ تا ۱۸)۔

صدقہ: نماز پڑھتے اور صدقہ دیتے ہوئے۔"(انجیل برنباس فصل ۱۲۲/ ۲۰)
اس لئے اب چاہیے کہ انسان کا بخل اس حالت میں صدقہ سے بدل جائے۔"

(انجیل برنباس فصل ۱۲۵/ ۵)۔

اور جس وقت تم صدقہ دو۔ اس وقت یہ سمجھنے کی کوشش کرو۔ کہ تم ہر چیز اللہ کو اللہ کی محبت میں دے رہے ہو" (انجیل برنباس ۱۲۵/ ۹)۔

" نماز اور صدقہ دینے کے ساتھ قدیر ور حیم اللہ در گزر کرتا ہے۔"

(انجیل برنباس فصل ۱۵۳/ ۵)۔

جعلی" انجیل برنباس" کی یہ تعلیم اسلام کے پانچ ارکان سے بہت متشابہ ہے جس سے ظاہر ہے کہ جعلی انجیل برنباس کا مولف مسلمان ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہو کہ خداوند یسوع مسیح نے نہ تو صدقہ اور نہ حج کی تعلیم دی ہے اور نہ نماز یادعا کے لئے وضو لازمی قرار دیا۔ نہ دعا کے لئے کوئی خاص اوقات معین کئے۔ جیسے مسلمانوں کے لئے پنجگانہ نماز کے خاص خاص اوقات مقرر ہیں۔ یا جیسے " انجیل برنباس" نے نماز کے اوقات تحریر کئے ہیں۔ البتہ حضور مسیح یسوع نے روحانی پاکیزہ زندگی گزارنے کے لئے دعا کی بار بار بڑی تاکید فرمائی ہے۔ اور ایک بڑی پیاری دعا جو روحانی کیف وسرور سے معمور ہے ۔ اس نے اپنے شاگردوں کو سکھائی تھی کہ:

" پس تم اس طرح دعا کیا کرو کہ:

" اے ہمارے باپ! تو جو آسمان پر ہے۔ تیرا نام پاک مانا جائے ۔ تیری بادشاہی آئے تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ہو۔ ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے ۔ اور جس طرح ہم نے اپنے قرض داروں کو معاف کیا ہے۔ تو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر اور ہمیں آزمائش میں نہ لائے ۔ بلکہ برائی سے بچا۔ کیونکہ بادشاہی اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔آمین۔ (انجیل، متی ۶،آیت ۹تا۱۳)۔

یہ ایک ایسی پیاری دعا ہے۔ جس کا ساری دنیا کی کثیر آبادی سب سے زیادہ نہایت احترام کے ساتھ شب وروز وردِ زبان کرتی ہے۔ کیونکہ دنیا کی کثیر آبادی مسیحیوں کی ہے۔

"انجیل برنباس" کے مصنف نے فصل ۲۱۵/ ۳تا۶) میں یوں لکھا ہے کہ:

اور گیارہوں شاگرد سو رہے تھے۔

پس جبکہ اللہ نے اپنے بندوں کو خطرہ میں دیکھا اپنے سفیروں جبرئیل اور میخائیل اور رفائیل اور اور ئیل کو حکم دیا کہ یسوع کو دنیا سے لے لیویں۔ تب پاک فرشتے آئے اور یسوع کو دکھن کی طرف دکھائی دینے والی کھڑکی سے لے لیا۔

پس وہ اس کو اٹھالے گئے اور تیسرے آسمان میں ان فرشتوں کی صحبت میں رکھ دیا۔ جو کہ ابد تک اللہ کی تسبیح کرتے رہیں گے۔(انجیل برنباس فصل ۲۱۵/ ۳تا۶)۔

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع کو صلیبی خطرہ سے بچانے کے لئے چار فرشتے آئے ۔ جو اسے اٹھا کر آسمان پر لے گئے ۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کسی شخص نے ان فرشتوں کو دیکھا تھا۔ لیکن فصل ۱۹۳/ ۱۸تا۲۱ میں مولف کتاب انجیل برنباس نے صاف صاف الفاظ میں یسوع کی موت اور پھر جلد ہی جی اٹھنے کی پیش خبری سنائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

" اور جبکہ یسوع قبر پر پہنچا جہاں کہ ہر ایک شخص رورہا تھا۔ اس نے کہا تم لوگ نہ روؤ کیونکہ لعزر سورہا ہے۔ اور میں اسے جگانے ہی کے لئے آیا ہوں۔ تب فریسیوں نے آپس میں کہا کہ کاش تو بھی ایسی ہی نیند سوجاتا۔ اس وقت یسوع نے کہا میرا ابھی وقت نہیں آیا ہے۔ مگر جب وہ آجائے گا میں بھی ایسا ہی سوجاؤنگا۔ پھر بہت جلد جاگ اٹھوں گا۔(انجیل برنباس فصل ۱۹۳/ ۱۸تا۲۱)۔

قرآن مجید میں جنابِ عیسیٰ المسیح کی صلیبی موت کی نفی نہیں۔ کیونکہ لکھا ہے کہ:

۱۔ اور تحقیق وہ (عیسیٰ) البتہ علامت قیامت کی ہے

سورۃ زخرف ۶۱۔(ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی)

سلیس ترجمہ:

اور وہ عیسیٰ تو قیامت کی نشانی ہے۔ سو تم قیامت میں شک نہ کرو۔

قیامت کے معنی ہیں دوبارہ زندہ ہونا۔ چنانچہ جب کہ عیسیٰ المسیح مصلوب تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھے تو یہ ان کی قیامت کی علامت اور نشان تھا۔ لہذا قیامت کے بارے میں شک کرنے والوں کو جناب عیسیٰ المسیح کی زندہ مثال دے کر سمجھا یا گیا ہے۔ کہ روزِ قیامت کے بارے میں شک نہ کرو۔ دیکھو جس طرح عیسیٰ المسیح مردوں میں سے جی اٹھے تھے۔ اسی طرح روزِ قیامت تم بھی زندہ کئے جاؤ گے۔

۲۔ سورۃ آل عمران ۵۵۔آیت میں لکھا ہے کہ:

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ

ترجمہ: جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ بیشک میں تم کو وفات دینے والا ہوں اور میں تم کو اپنی طرف اٹھائے لیتا ہوں۔" (ترجمہ مولینا اشرف علی صاحب تھانوی)۔ اس آیت شریفہ میں بھی جناب عیسیٰ المسیح مصلوب کی موت یعنی مُتَوَفِّيكَ کا بڑے واضح الفاظ میں ذکر موجود ہے کہ میں تم کو وفات دینے والا ہوں۔ اور پھر آیت مذکورہ کے اگلے حصہ وَرَافِعُكَ میں بعداز وفات زندہ بجسد عنصری اوپر اٹھالینے کا بھی ذکر موجود ہے۔ ازروئے انجیل مقدس مسیحی دنیا کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ کہ وہ بعد از مصلوب مقتول وفات دفن کئے گئے اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھے۔ اور اپنے شاگردوں سے ۴۰ دن تک دیدار و کلام کے بعد ان کے دیکھتے دیکھتے آسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔اسی کو رَفعَ آسمانی اور معراجِ جلالی کہتے ہیں۔ انجیل مقدس میں پولوس رسول کا ارشاد ہے کہ:

" مسیح جب مردوں میں سے جی اٹھا ہے تو پھر نہیں مرے کا۔موت کا پھر اس پر اختیار نہیں ہونے کا۔(خط رومیوں ۶،آیت ۹)۔

اس ارشاد مسیحا پر غور فرمائیے کہ:

"دیکھومیں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔"(انجیل متی ، ۲۸آیت ۲۰)۔

۳۔ اب رہی بات سورۃ النساء ۱۵۷۔آیت کے متعلق کہ:

اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے المسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے، قتل کردیا۔ حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا۔ لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا۔" (ترجمہ مولینا اشرف علی تھانوی)۔

اس آیت شریفہ سے صاف ظاہر ہے کہ جناب عیسیٰ کے مصلوب کئے جانے کے بارے میں صرف یہودیوں کے دعویٰ فعل قتل ومصلوب کی نفی کی گئی ہے۔ کہ ان یہودیوں نے اسے مصلوب نہیں کیا۔ لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ عیسیٰ المسیح مصلوب نہیں کئے گئے۔ یا یہودیوں کے علاوہ کسی دوسری قوم کے لوگوں نے بھی اسے مصلوب نہیں کیا۔ ازروئے انجیل مقدس مسیح یسوع یہودیوں کے ہاتھوں مصلوب نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ بے شرع پیلاطس رومی حاکم کے حکم سے رومی سپاہیوں کے ہاتھوں رومی صوبیدار کی موجودگی میں مسیح مصلوب مقتول ہوئے تھے۔ کیونکہ یہودی سردار کاہنوں اور فقیہوں نے مسیح یسوع کو پکڑ کر اور اس پر موت کا فتویٰ لگا کر رومی حاکم پیلاطس کے حوالہ کیا۔ اور پھر پیلاطس حاکم کو مجبور کیا تھا کہ وہ مسیح یسوع کو مصلوب کرکے مار ڈالے، جیسا کہ مسیح مصلوب نے اپنی صلیبی موت اور تیسرے دن زندہ کئے جانے کے بارے میں قبل ازوقت یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ:

۱۔ اور ابن آدم سردار کاہنوں اور فقیہوں (یہودی علماء) کے حوالہ کیا جائے گا۔ اور وہ اس کے قتل کا حکم دیں گے۔ اور اسے غیر قوموں (یعنی رومی حاکموں) کے حوالہ کریں

گے تاکہ وہ (رومی حاکم اور سپاہی) اسے ٹھٹھوں میں اڑائیں اور کوڑے ماریں اور صلیب پر چڑھائیں۔ اور وہ تیسرے دن زندہ کیاجائے گا۔(انجیل، متی ۲۰،آیت ۱۸ تا ۱۹)۔

۲۔ میں اپنی جان دیتا ہوں تا کہ اسے پھر لے لوں۔ کوئی اسے مجھ سے چھینتا نہیں۔ بلکہ میں اسے آپ ہی دیتا ہوں۔مجھے اس کے دینے کا بھی اختیار ہے اوراسے پھر لینے کا بھی اختیار ہے۔" (انجیل، یوحنا ۱۰،آیت ۱۷ تا ۱۸)۔

پھر جب مسیح مصلوب موت اور قبر پر غالب آئے اورآسمان پر زندہ صعود فرماگئے تو روح القدس سے معمور ہو کر پطرس رسول نے یروشلیم شہر کے انہی یہودی اسرائیلیوں کے درمیان یہ منادی شروع کردی۔ جنہوں نے اسے مصلوب کروا کرمار ڈالا تھا کہ :

اے اسرائیلیو!۔۔۔۔۔

تم نے بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے اسے مصلوب کروا کر مار ڈالا ۔ لیکن خدا نے موت کے بند کھول کر اسے جلایا۔ کیونکہ ممکن نہ تھا کہ وہ اس کے قبضہ میں رہتا ۔" (انجیل، کتاب اعمال ۲،آیت ۲۳ تا ۲۴)۔

ارشاد مسیحا یہ ہے کہ: میں اول اور آخر اور زندہ ہوں ۔ میں مر گیا تھا۔ اور دیکھ ابد واٰلآباد زندہ رہوں گا۔ (انجیل، کتاب مکاشفہ ۱،آیت ۱۷ تا ۱۸)۔

سیدنا مسیح ابن اللہ کا ظہور و تجسم خدا تعالیٰ کی محبت کا ایک عظیم معجزہ ہے۔ لیکن اس کا صلیبی موت کے تین دن بعد جی اٹھنا اور صعودِ آسمانی اس کاآخری لاثانی معجزہ ہے۔ جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مسیح خدا کا آسمانی اکلوتا بیٹا ہے۔ اور وہی دنیا کا واحد زندہ نجات دہندہ ہے۔ اور اس کی نبوت کی ہر پیش گوئی وقت مقررہ پر پوری ہوتی رہی ہے۔ لہذا صلیبی موت کی بابت ایک نبی کی نبوت کی بات جو جھٹلانا کسی مسلمان کا کام نہیں ۔ کیونکہ اہل اسلام جناب عیسیٰ المسیح کو بلاحیل وحجت زندہ نبی مانتے ہیں اور اس کے حواریوں کو ملہم رسول کہ:

" عیسیٰ کے حواریوں پر وحی نازل ہوئی۔(سورۃ المائدہ ۱۱۱)۔

چنانچہ عیسیٰ المسیح کے حواریوں کی تحریر کردہ کتاب انجیل مقدس وحی آسمانی اور الہام الہیٰ ہے۔ جس میں نور وہدایت موجود ہے۔ اور خداوند یسوع مسیح وہ ہے جو مصلوب ہوااور تیسرے دن جی اٹھا اور آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔

اللہ رَب اور اَب ہے

اہلِ اسلام اللہ کو اپنا رب مانتے ہیں۔ اس لئے کے وہ رب العالمین خالق کائنات ہے۔ قادرِ مطلق ہے۔ وہ رازق سمیع و بصیر ہے۔ زندگی، موت وحیات اس کے قبضہ میں ہے۔ مسیحی لوگ بھی اسی طرح ازروئے بائبل مقدس خدا کو رب اور خالق کائنات، قادر مطلق، رب العالمین " (میکاہ ۴،آیت ۱۳)۔رازق سمیع و بصیر، زندگی اور موت وحیات کا مالک مانتے ہیں۔ لیکن اپنے زندہ مسیح مصلوب منجئی عالمین کے وسیلہ سے اپنے رب کو محبت اور پیار کرنے والا آسمانی اَب بھی مانتے ہیں۔ جس سے خدا کی نزدیکی اور قربت الہٰی کا بڑا گہرا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ خدا محبت ہے اور الہٰی رشتہ محبت میں وہ ہمارا آسمانی باپ ہے۔

مسیح کلمتہ اللہ اور روح اللہ الوہیت کی ساری معموری کے سبب ازلی اور غیر مخلوق شخص ہے۔ وہ ازل سے الہٰی رشتہ محبت اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھنے کے سبب قدرت کے ساتھ ابن اللہ اور کلمہ محبت ہے۔ اس نے رب العالمین کے بارے میں فرمایا کہ وہ پیار کرنے والا تمہارا رب تمہارا خدا بلکہ تمہارا آسمانی اَب ہے۔ کیونکہ مسیح کلمتہ اللہ نے ذاتِ الہٰی کے متعلق ایک نئے عرفان کا مکاشفہ ہمارے سامنے رکھا ہے۔ کہ جس کو تم خدا کہتے ہو وہ میرا آسمانی باپ ہے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ :

" لیکن میری بڑائی میرا باپ کرتاہے۔
جسے تم کہتے ہو کہ ہمارا خدا ہے۔" (انجیل، یوحنا ۸،آیت ۵۴)۔

حضور مسیح مصلوب کے اس عارفانہ کلام اور الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات الہٰی کے ساتھ اس کا اس قدر خاص اور گہرا الہٰی رشتہ ہے جو کسی دوسرے شخص کا قطعاً نہیں ہے۔اسی لئے وہ خدا کو ہمیشہ، اے باپ" - میرا باپ " ، میرے باپ کے پیارے اور محبت بھرے میٹھے الفاظ سے پکارتے تھے۔ اور وہ یہی وجہ تھی۔ جس کے سبب یہودی خداوند یسوع مسیح کے مخالف تھے۔ کہ وہ خدا کو اپنا خاص باپ کہہ کر بات کرتا ہے۔ انجیل شریف میں لکھا ہے کہ :

" جو محبت نہیں رکھتا۔ وہ خدا کو نہیں جانتا۔
کیونکہ خدا محبت ہے۔" (انجیل خط اول یوحنا ۴،آیت ۸)۔
خدا محبت ہے اور جو محبت میں قائم رہتا ہے۔
وہ خدا میں قائم رہتا ہے۔
اور خدا اس میں قائم رہتا ہے۔(انجیل، خط اول یوحنا ۴،آیت ۱۶)

حقیقی محبوبِ خدا مسیح مصلوب ہے۔ انسانی ہمدردی اور محسنِ انسانیت کا علمبردار خداوند یسوع مسیح ہے۔ جس نے فرمایا کہ :

" اس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا
کہ اپنی جان اپنے دوستوں کے لئے دے دے۔"(انجیل یوحنا ۱۵ ،آیت ۱۳)
باپ مجھ سے اس لئے محبت رکھتا ہے
کہ میں اپنی جان دیتا ہوں کہ تا کہ اسے پھر لے لوں۔(انجیل، یوحنا ۱۰ ،آیت ۱۷)۔

مسیحیت زندہ خدا کی لازوال محبت کا ثمرہ اور تا ابد زندہ مذہب ہے ۔ چنانچہ انجیل مقدس کے ہر صفحہ پر زندہ خدا کی زندہ محبت کا ذکر خاص موجود ہے۔ بلکہ ہر مضمون میں الہٰی محبت کو اول مقام حاصل ہے۔ کیونکہ خدا محبت ہے اور کہ خدا باپ دنیا سے بے حد محبت رکھتا ہے۔ اور اسکی محبت کی انتہا اور کمال اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے۔ کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا جو ازل سے اس کے ساتھ آسمان پر تھا۔ اس کو زمین پر بھیج دیا۔ تا کہ وہ الوہیت کی ساری معموری سے مجسم ہو کر ایک کامل بے عیب انسانیت میں مظہر نور خدا مصلوب ہو اور دنیا کی نجات اور خدا کے ساتھ میل ملاپ کی خدمت انجام دے۔

چونکہ مولف " انجیل برنباس" کسی زمانہ میں عیسائی رہ چکا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے الہیٰ محبت کی عظمت اور تعلیم اس کے مشرف بہ اسلام ہونے کے باوجود اس کے ذہن میں موجزن تھی چنانچہ وہ اپنی جعلی انجیل کی ۲۲۲ فصلوں میں اللہ کی محبت کا بڑی کثرت سے ذکر کرتا ہے۔حالانکہ قرآن مجید میں الہیٰ محبت کا صرف ایک ہی لفظ میں ذکر آیا ہے۔

وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ (سورة البروج ۱۴)

لیکن مولف انجیل برنباس نے یہ کہیں ذکر نہیں کیا کہ مسیح مصلوب کے سوا خدا کی اس محبت کی کیا حقیقت تھی۔ جس کا اس نے بار بار ذکر کیا ہے۔ کیونکہ قربانی اور جان نثاری کے بغیر محبت ایک مہمل اور بے جان حقیقت ہے۔ خواہ وہ الہیٰ محبت ہو خواہ وہ انسانی محبت ہو۔ کیونکہ خدا باپ کی الہیٰ محبت کا مکاشفہ خدا کے اکلوتے بیٹے مسیح کی صلیبی موت کے وسیلہ سے دنیا میں ظاہر ہوا ہے۔

انجیل برنباس فصل ۱۷/ ۱۹ میں لکھا ہے کہ:

" فیلبس نے جواب دیا۔ اے سردار تو کیا کہتا ہے ۔ سچ تو یہ ہے کہ اشعیا(کی کتاب) میں لکھتا ہے کہ تحقیق اللہ ہمارا باپ ہے۔ پھر اس کے بیٹے کیونکر نہ ہوں گے۔ تب یسوع نے جواب دیا۔

کہ تحقیق نبیوں کی کتابوں میں بہت سی ایسی مثالیں لکھی ہوئی ہیں ۔ کہ ہمیں ان کے لفظوں کا لینا واجب نہیں بلکہ ان کے معنی اخذ کرنے چاہیں ۔"

پھر انجیل برنباس فصل ۱۳۳/ ۱۳ تا ۱۴ میں لکھا ہے کہ:

" رہی وہ مثال جو کہ خاندان کے باپ سے مخصوص ہے۔ پس میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ باپ اللہ ہے۔ ہمارا پروردگار کل چیزوں کا پروردگار اس لئے کہ اسی نے تمام چیزیں پیدا کی ہیں۔"

" مگر اللہ طبیعی طریقہ پر ہر گز باپ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اس کی حرکت پر قدرت نہیں رکھتا جس کے بغیر تناسل ممکن نہیں۔"

پھر انجیل برنباس فصل ۱۴۵/ ۷ میں لکھا ہے کہ:

" تحقیق ایلیا اللہ کے خلیل نے اپنے شاگرد الیشع کی منت قبول کرنے کے لئے چند چھوٹی چھوٹی کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں اللہ ہمارے باپ کی شریعت کے ساتھ ہی انسانی حکمت کو بھی ودیعت رکھا ہے۔

انجیل برنباس فصل ۱۸۶/ ۴ میں لکھا ہے کہ:

" میرے باپ اور میرے اللہ ! میں یہ قدرت نہیں رکھتا کہ تجھ سے وہ خوشیاں مانگوں جو کہ تو اپنے مخلص بندوں کو بخشا کرتا ہے۔

مصنف " انجیل برنباس" نے یہ تاثر ضرور دیا ہے کہ اللہ ہمارا باپ ہے۔ لیکن خدا کی ذات سے تولیدِ نسل کی نفی کردی ہے۔ کیونکہ " خدا روح ہے۔" خدا نہ مذکر ہے نہ مونث۔ بلکہ " خدا روح ہے۔" یہی مسیحی عقیدہ ، اور انجیل مقدس کی تعلیم ہے کیونکہ مسیح اور خدا باپ کے درمیان جو ازلی رشتہ محبت اور رشتہ ابنیت قائم ہے۔ وہ آسمانی اور غیر مخلوق ہے۔ اس لئے خدا باپ اور مسیح ابن اللہ کے درمیان رشتہ محبت والوہیت کے بارے میں کوئی خاص وقت معین نہ کرنا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ ابن اللہ اپنے تجسم و تولد اور نور وظہور سے پیشتر ہی ذات الہیٰ میں زندہ روح اللہ ہے ۔ اور ابد آلآباد واحد خدا ہے۔ چنانچہ جن متلاشیان حق کو زندہ مسیح کے عارفانہ کلام حق کی تعلیم اور ابن اللہ کے متعلق آسمانی معرفت اور حقیقت کی روحانی اصطلاح سمجھ میں آجاتی ہے حق تعالیٰ ان کی یہ دلی آرزو اور خواہش پوری کرنے پر قادر ہے کہ:

" توکہہ اگر رحمٰن کا کوئی بیٹا ہو تو

میں اسے سب سے پہلے پوجوں۔" (سورۃ زخرف ۸۱)۔

جنابِ مسیح مصلوب منجئی عالمین کا ارشاد ہے کہ:

" میں اور باپ ایک ہیں۔" (انجیل، یوحنا ۱۰،آیت ۳۰)۔

" اے باپ۔۔۔۔

تونے بنائے عالم سے پیشتر مجھ سے محبت رکھی۔" (انجیل یوحنا ۱۷،آیت ۲۴)۔

" میں خدا میں سے نکلا اور آیا ہوں۔" (انجیل یوحنا ۸،آیت ۴۲)۔

" آیا تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کرکے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے۔ اس لئے کہ میں نے کہا۔ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ اگر میں اپنے باپ کے کام نہیں کرتا۔ تو میرا یقین نہ کرو۔ لیکن اگر میں کرتا ہوں تو میرا یقین نہ کرو۔ مگر ان کاموں کا تو یقین کرو تا کہ تم جانو اور سمجھو کہ باپ مجھ میں ہے اور میں باپ میں۔" (انجیل یوحنا ۱۰،آیت ۳۶تا ۳۸)۔

" اور اے باپ! تو اس جلال سے جو میں نے دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا۔ مجھے اپنے ساتھ جلالی بنادے۔" (انجیل، یوحنا ۱۷،آیت ۵)۔

اس آخری آیت میں حضور مسیح ابن اللہ نے دنیا کی پیدائش سے پیشتر الہیٰ ذاتِ وحدت میں اپنے آسمانی جلال کا صریحاً اظہار واقرار فرمایا ہے۔ اور زمینی خدمت کا دور ختم کرنے کے بعد اب وہ دوبارہ اپنے اس آسمانی جلال کو کامل طور پر ذاتِ وحدت میں دیکھنے کا خواستگار ہے۔

مولف انجیل برنباس نے قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف خدا کے متعلق یہ تعلیم پیش کی ہے کہ " اللہ ہمارا باپ ہے" اور وہ باپ اللہ ہے۔"

اس نے اللہ کو " باپ " تو تسلیم کرلیا۔ لیکن یہ نہیں لکھا۔ کہ ایماندار اس کے بیٹے بیٹیاں ہیں۔ اور مسیح خداوند اس کا پیارا۔ بے عیب ازلی آسمانی وفادار اور جانثار اکلوتا بیٹا ہے۔ بلکہ اس نے اس بات کی تردید کی ہے۔ کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ انجیل برنباس کے صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے کہ:

"وہ سخت کفر کی منادی کرنے والے ہیں۔ مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔"

۱۔مولف انجیل برنباس نے اللہ کو"ہمارا باپ" ، " باپ اللہ " ثابت کرنے کے لئے اس اصطلاح کا تو سہارا لے لیا ہے کہ:

"اللہ ہمارا باپ ہے" مگر اللہ طبعی طریقہ پر ہرگز باپ نہیں ہے۔"

(انجیل برنباس ۱۳۳/ ۱۴)۔

یعنی اللہ باپ تو ہے۔ لیکن وہ کسی عورت کا شوہر نہیں۔

۲۔ لیکن بڑا تعجب ہے کہ مولف انجیل برنباس کے ذہن میں یہ بات نہ آسکی کہ:

مسیح خدا تعالیٰ کا اکلوتا بیٹا ہے۔

مگر وہ طبعی طریقہ پر ہرگز اللہ کا بیٹا نہیں ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی عورت کا شوہر نہیں۔

بلکہ کائنات عالم کی تخلیق سے پیشتر سے ہی مسیح یسوع خدا کا غیر مخلوق " اکلوتا بیٹا" " ازلی روح اللہ اور " کلمتہ اللہ " ہے۔ اور وہ الوہیت کے جلال، قدرت اور انسانی ہمدردی کی فوق الفطرت خوبیوں کے سبب ابن اللہ ہے۔

لیکن مولف انجیل برنباس کی یہ تعلیم قرآن مجید کے سراسر منافی ہے۔

"کہ تحقیق اللہ ہمارا باپ ہے۔"

" وہ باپ اللہ ہے۔"

اگر مسیح یسوع اس لئے خدا کا بیٹا نہیں کیونکہ خدا کی کوئی زوجہ نہیں ہے تو پھر اللہ ہمارا باپ کس طرح ہوسکتا ہے۔ جبکہ اللہ کسی کی ماں کا شوہر نہیں؟

مسلمانوں کو چاہیے کہ اس جعلی انجیل برنباس کی حمایت سے کنارہ کشی اختیار کریں اور اصلی انجیل مقدس کے مطالعہ سے اپنی غلط فہمیوں کا ازالہ کریں۔ اور مسیح خداوند کی حقیقی

پہچان حاصل کریں۔ یا قرآن مجید سے یہ ثابت کریں کہ اللہ ، " ہمارا باپ " اور " باپ اللہ ہے۔

مسیح ابن اللہ

استادِ اعظم مسیح خداوند کی نگاہ میں اپنی ذات کے متعلق الہیٰ ابنیت کا رشتہ مقدم تھا۔ اور ایک موعودہ نبی کا تصور موخر تھا۔ مسیح خداوند نے اپنی زمینی خدمت کا مشن شروع کرتے وقت سب سے پہلے خدا تعالیٰ کے لئے باپ کا لفظ استعمال کیا تھا۔ اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کے متعلق خدائے محبت کی پدرانہ محبت کی تعلیم دی۔ چنانچہ اس نےذات الہیٰ کے متعلق خدائےواحد ، خدائے محبت، اور "خدائے باپ" کی پدرانہ محبت کا جو عظیم تصور ہم کو دیاہے۔ تمام مذاہب خدا کی اس عظیم پدرانہ محبت کے تصورات اور مکاشفہ سے محروم وبے خبرہیں۔

خدا باپ کی محبت اور اس کے اکلوتے بیٹے کے عظیم مقام اور اس کی آسمانی جلالی شانِ مسیحائی کی مخالفت کی وجہ صرف یہ ہے کہ مخالفین خدا کی بے پایاں محبت کی عظمت سے بے خبرہیں۔ کیونکہ خداوند" یسوع مسیح ایک آسمانی ہستی ہے۔

ہمارے سیدنا مسیح چونکہ ذاتِ الہیٰ کےساتھ اپنے ازلی رشتہ محبت اور الوہیت کےگہرے تعلق کے دعویدار ہیں اور انہوں نے خدا تعالیٰ کےساتھ اپنی ، وفاداری ، اپنی جانثاری ، خدا کی مرضی اوراحکام خداوندی کی بجاآوری میں بے عیب زمینی خدمت انجام دی ہے۔ جس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ وہ خدا کا اکلوتا بیٹا اور ابنِ وحید ہے۔ اس کا یہ دعویٰ برحق ہے کہ:

" میں خدا کا بیٹا ہوں۔"

خدا باپ مجھ میں ہے اور میں باپ میں ہوں۔

میں اور باپ ایک ہیں۔

جس نے مجھے دیکھا۔ اس نے باپ کو دیکھا۔

یہودیوں نے مسیح کو خدا کا بیٹا تسلیم کرنے کے انکار میں خدا کی زوجہ کا سوال کھڑا نہ کیا تھا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ " خدا روح ہے۔" اور خدا تعالیٰ کی ذات پاک کسی انسان مرد مذکر کی طرح ہر گز کسی عورت کی محتاج نہیں کیونکہ خدا کے بیٹے کا خدا کے ساتھ ایک بے مثال غیر فانی روحانی رشتہ محبت اور عظیم پیار کی روحانی اصطلاح کا مسئلہ ہے۔ یہودی نہیں چاہتے تھے کہ کوئی شخص یہودی شرعی رسوماتی مذہب کا مخالف بن کر ابن اللہ کا دعویٰ کرے۔ اور ابن اللہ پر ایمان لانے والے یہودی مذہب ترک کردیں ۔ نیز یہودی یہ بھی خیال کرتے تھے۔ کہ " مسیح یسوع " ابن اللہ کا دعویٰ کرکے اپنے آپ کو خدا بناتا ہے۔"(انجیل، یوحنا ۱۰ ،آیت ۳۳)۔اور اپنے آپ کو تمام انبیاء کرام سے افضل واعلیٰ قرار دیتا ہے۔ اسی لئے انہوں نے مسیح کو پکڑ کر رومی حاکم پیلاطس کے سامنے پیش کیا اور اسے مجبور کیا کہ وہ اسے مصلوب کرکے مار ڈالے اور کہا کہ:

" ہم اہل شریعت ہیں اور شریعت کے موافق وہ قتل کے لائق ہے۔

کیونکہ اس نے اپنے آپ کو" خدا کا بیٹا بنایا" (انجیل یوحنا، ۱۹ ،آیت ۷)۔

لیکن موسوی شریعت میں کوئی ایسا حکم موجود نہیں۔ جس کی رو سے ابن اللہ کا دعویٰ کرنے والے کا قتل واجب ہو۔ مسیح نے یہودیوں پرواضح کردیا تھا کہ"

"آیا تم اس شخص سے جسے (خدا) باپ نے مقدس کرکے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے۔" اس لئے کہ میں نے کہا۔

" میں خدا کا بیٹا ہوں ۔(انجیل یوحنا ۱۰ آیت ۳۶)۔

اس نے ایک جنم کے اندھے کو بینائی عطا کی اور اس سے پوچھا کہ

کیا تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے۔" (انجیل یوحنا ۹،آیت ۳۵)۔

لعزر کی بہن مرتھا نے سیدنا مسیح سے کہا:

" اے خداوند میں ایمان لاچکی ہوں کہ

خدا کا بیٹا مسیح جو دنیا میں آنے والا تھا تو ہی ہے" (انجیل یوحنا ۱۱،آیت ۲۷)۔

جب پطرس رسول نے کہا۔

" تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔" تو مسیح خداوند نے اس کو مبارک شخص قرار دیا۔(انجیل، متی ۱۶،آیت ۱۶ تا ۱۷)۔

اس نے یہودیوں سے کہا:

" تم نیچے کے ہو میں اوپر کا ہوں ۔ تم دنیا کے ہو میں دنیا کا نہیں ہوں ۔(انجیل یوحنا ۸،آیت ۲۳)۔

" میں باپ میں سے نکلا اور دنیا میں آیا ہوں ۔ پھر دنیا سے رخصت ہو کر باپ کے پاس جاتا ہوں ۔" (انجیل، یوحنا ۱۶،آیت ۲۸)۔

" میں آسمان سے اس لئے نہیں اترا ہوں کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں۔ بلکہ اس لئے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں۔(انجیل، یوحنا ۶ آیت ۳۸)۔

"(خدا) باپ مجھ سے اس لئے محبت رکھتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں تا کہ اسے پھر لے لوں۔" (انجیل، یوحنا ۱۰،آیت ۱۷)۔

"لیکن باپ مجھ میں رہ کر کام کرتا ہے۔" (انجیل یوحنا، ۱۴ آیت ۱۰)۔

ذات الہیٰ کی پدرانہ محبت میں ہمارے خداوند مسیح منجئی عالمین کو وہ ازلی ابدی اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ جو ابوالبشر بزرگ آدم کی نسل کے کسی بھی بشر، نبی اور رسول کو حاصل نہیں۔ کیونکہ نسل آدم کے تمام مقدس انبیاء کرام کو اپنی جگہ عظمت حاصل ہے۔ لیکن زندہ مسیح مصلوب کو الوہیت کی ساری معموری کی جلالی شان کے سبب ذات الہیٰ میں اپنی جگہ زمین وآسمان میں خدا کے ساتھ ایک خاص اور اعلیٰ عظیم مقام حاصل ہے۔ کیونکہ وہ دنیا کو گناہ سے نجات دینے کے لئے آسمان سے زمین پر اترا تھا۔ اور بعد از مصلوب جی اٹھا۔ اور انسانی ہمدردی کا اپنا عظیم زمینی مشن پورا کرکے پھر دوبارہ آسمان پر چڑھ گیا ہے۔ وہ اب تک آسمان پر اپنے مشن کی تکمیل کے لئے مصروف کار ہے۔ کیونکہ وہ زندہ ہے۔

" اور زندہ خدا کا بیٹا ہے۔"

مسیحیوں کے لئے مسیح کا زمین پر کوئی روضہ اور مزار نہیں، جو ان کے لئے جائے زیارت ہو۔ مسیحیوں کا قبلہ نہ مشرق ہے۔ نہ مغرب بلکہ ان کا قبلہ آسمان پر ہے۔ جہاں ان کا منجئی مسیح ابن اللہ خدا کی دہنی طرف ان کی شفاعت کے لئے ہمیشہ زندہ سرفراز ہے۔

" مسیح یسوع وہ ہے جو مر گیا۔ بلکہ مردوں میں سے جی بھی اٹھا اور خدا کی دہنی طرف ہے اور ہماری شفاعت بھی کرتا ہے۔" (خط رومیوں ۸،آیت ۳۴، عبرانیوں ۷،آیت ۲۵)۔

حرف آخر

جعلی" انجیل برنباس" رب العالمین کے بارے میں یہ تعلیم پیش کرتی ہے کہ اللہ محبت کرنے والا ہمارا باپ ہے ۔ لیکن مسلمان رب العالمین کے بارے میں کسی صورت میں بھی اللہ تعالیٰ کو محبت کرنے والا آسمانی باپ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ البتہ کبھی کبھی سہواً خدا کو "اللہ میاں " اور امتِ محمدیہ کو فرزندان توحید کہنے کی غلطی کر جاتے ہیں۔ نیز یہ جعلی " انجیل برنباس " سابقہ تمام الہامی کتابوں کو اور ہر ایک نبوت کو بھی فاسد قرار دیتی ہے۔ لیکن تعجب کا مقام ہے کہ میرے مسلمان دوست اس جعلی انجیل کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ اور بڑے فخر سے اس کی اشاعت کررہے ہیں۔ تاکہ مسیحیوں کی دل آزاری کریں۔

میرے خیال میں چند ایک مسلمانوں کو اس جعلی " انجیل برنباس " سے صرف اس لئے ہمدردی اور دلچسپی ہے کیونکہ اس کتاب کے اندر واضح اور نمایاں الفاظ میں آنحضرت کا اسم گرامی اور ذکر موجود ہے، اور بس ۔۔۔۔لیکن ان کو علم ہونا چاہیے۔ کہ اس جعلی انجیل برنباس میں بہت ساری ایسی غلط اور مفروضہ باتیں اور تعلیم موجود ہے۔ جس کو راسخ الاعتقاد مسلمانوں کسی صورت میں بھی سچ اور برحق تسلیم نہیں کرسکتے۔ البتہ اگر یہ جعلی " انجیل برنباس" واقعی وہی ہے ۔ قرآن مجید جس کا مصدق ہے تو چاہیے کہ اس کو قرآن مجید کے ساتھ منسلک اور متحد کرکے رکھیں۔ جیسے مسیحیوں نے توریت وزبور اور صحائف الانبیاء کو جو انجیل مقدس سے پہلے نازل شدہ ہیں۔ ان کو مصدق مسیح مصلوب ابن اللہ اور برحق کلام اللہ تسلیم کرتے ہوئے انجیل مقدس کے ساتھ ایک ہی جلد میں منسلک اور متحد کر رکھا ہے۔ لیکن جس طرح موجودہ قرآن مجید کے مقابلہ میں کوئی جعلی قرآن مجید مسلمانوں کی نگاہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اسی طرح موجودہ اصلی انجیل مقدس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی شائع کردہ اس جعلی " انجیل برنباس" کی اہمیت مسیحیوں کے سامنے صفر سے زیادہ کچھ نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ " انجیل برنباس " اپنے مضامین اور واقعات میں توریت وزبور وصحائف الانبیاء اور انجیل مقدس بلکہ قرآن مجید کی پیش کردہ تعلیم کے بھی خلاف ہے لیک۔

ہللویاہ

" مسیح یسوع وہ ہے جو مر گیا۔ بلکہ مُردوں میں سے جی بھی اٹھا۔ اور خدا کی دہنی طرف ہے اور ہماری شفاعت بھی کرتا ہے۔"

(خط رومیوں ۸، آیت ۳۴)۔

فضیلت بائبل مقدس

بائبل کے معنی ہیں کتاب، اگر کوئی حقیقی الہامی پاکیزہ کتابِ مقدس ہے تو وہ ہے بائبل مقدس یہ کتاب مقدس خدا اور انسان کے درمیان صحیح اورمناسب علاقہ اور رابطہ قائم کرنے والی ہے۔ یہ کتابِ مقدس خدا سے ملانے والی اور انسانیت سے گرے لوگوں کو حقیقی انسان بنانے والی ہے۔ یہ کتاب انسان کے اخلاق و کردار، اصولِ زندگی اور عادات واطوار کو درست کرنے والی ہے۔ اس کتاب میں دانائی، حکمت اور فہم وفراست کے خزانے پوشیدہ ہیں۔

جس کے پاس یہ کتاب ہے وہ سمجھ لے کہ اس کے پاس ایک حقیقی آسمانی کتاب ہے۔ کیونکہ اس میں خدا کے ایمانداروں کے لئے زندہ راہِ نجات کا پیغام حق موجود ہے۔ جس کے پاس یہ کتاب ہے اس کے پاس جہان کا کتب خانہ اور ہیرے جواہرات اور لعل ویاقوت کا بیش بہا قیمتی خزانہ ہے۔

جس نے دنیا کے علوم کی کتابیں پڑھیں اگر اس نے اس بائبل مقدس کو نہیں پڑھا تووہ یہ سمجھ لے کہ میں نے اس دنیامیں رہ کرکچھ بھی نہیں پڑھا۔

حق کے طالب صرف بائبل مقدس سے روحانی تسکینِ قلب، کامل اطمینان اور نجات کی زندہ دولت حاصل کرسکتے ہیں۔ کیونکہ یہ گنہگاروں کومسیح مصلوب کے وسیلہ سے سچی توبہ کی توفیق اور راہِ نجات کی طرف مائل کرتی ہے۔

یہ ایک درخشندہ اور چمکتا نور الہیٰ ہے۔ جس کی روشنی سے دنیا کی بے شمار اقوام اور طبقات سے جہالت اوربے علمی اور تاریکی دور ہوئی ہے۔

اس کتاب کی روشنی نے ہزارہا وحشی اور مردم خورا اورجاہل اقوام کوچاہِ ضلالت سے نکالاہے۔ اور ان کی بیہودہ رسومات اور وحشیانہ توہمات سے نجات اور خلاصی دی ہے۔ اور ان کو تہذیب کی راہ پرچلایاہے۔

اس میں موسوی شریعت کی کتاب فی الحقیقت ایک مکمل ضابطہ حیات کی کتاب ہے ۔لیکن انجیل مقدس فی الحقیقت ایک مکمل ضابطہ اخلاق اور ایک مکمل ضابطہ نجات کی کتاب ہے۔ اگرآپ کسی غم سے نڈھال اور مصیبت میں دوچار ہیں تو بزرگ ایوب کی کتاب پڑھیں ۔ اگرآپ خدا کی حمدو تعرف سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں توزبور کی کتاب پڑھیں ۔ اگرآپ عقلمندی اور دانائی اور حکمت کی باتیں سیکھنا چاہتے ہیں تو بزرگ سلیمان نبی کی "امثال کی کتاب" پڑھیں۔

اگرآپ بے عیب ، بے داغ مقدس روحانی خوبیوں سے معمور ایک وفادار کلیسیاء کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں کہ خدا کو اپنی پاک محبوبہ کلیسیاء یعنی جماعت کے ساتھ اورمحبوبہ کلیسیاء کو اپنے خالق محبوب منجئی خدا کے ساتھ کس قدر بے پناہ روحانی رشتہ عشق ومحبت ہے۔ اور عشق مجازی کی تشبیہات اور استعارات کے رنگ میں عشق حقیقی کے مکاشفات کیاشئے ہیں۔ توبزرگ سلیمان کی نبی کتاب" غزل الغزلات "کامطالعہ کریں۔

بائبل مقدس پر تحریف وتنسیخ کا فتویٰ لگانے والے اور اس کے اہم مضامین اور تاریخی صداقتوں کے اختلاف رکھنے والے کسی بھی شخص کو مسیحی دنیا ہر گز برحق نبی اور مقبولِ خدا تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

جن جن گھرانوں میں جن جن اقوام اورممالک کے افرادمیں یہ کتاب مقدس روزانہ دعا کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ وہاں اس کتابِ مقدس کی اخلاقی پاکیزگی کے خیالات تاثیر کرجاتے ہیں۔ وہاں الہیٰ بخشش کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ وہاں آپ کو روشنی، آسودگی ،

آزادی ،آرام وسکون ، تسلی ، اطمینان ، محبت ، نیکی اور بھلائی اور انسانی ہمدردی کا جذبہ اور
خوشیاں ہی خوشیاں نظرآئیں گی۔